وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین
شہودِ وحدت
مؤلفہ سید السالکین فخر المتاخرین
حضرت سید شاہ تاج الدین شاکر قادری ابوالعلائی
بارگاہ شاکریہ ایجوکیشنل مشن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ط (الانبیاء آیت:۱۰۷)

اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے (کنزالایمان)

مولف

سید السالکین فخر المتاخرین حضرت سید شاہ

تاج الدین شاکر قادری ابوالعلائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت: ۱۲۵۰ھ وفات: ۱۳۴۰ھ

حاشیہ

سید شاہ قمر الہدیٰ قادری ابوالعلائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت: ۱۳۰۰ھ وفات: ۱۳۸۵ھ

مرتب: مولانا سید شاہ فیضان الہدیٰ قادری مصباحی

ناشر

بارگاہ شاکریہ ایجوکیشنل مشن، پنڈ شریف، چیوارہ، شیخ پورہ، بہار۔ پن:811304

BARGAH-E-SHAKIRIYA EDUCATIONAL MISSION

سلسلہ اشاعت: ۲

کتاب : شہودِ وحدت

مؤلف : سید السالکین فخر المتاخرین سید شاہ تاج الدین شاکر قادری ابوالعلائی قدس سرہ

محشی : سید شاہ قمر الہدیٰ قادری ابوالعلائی قدس سرہ

مرتب : مولانا سید فیضان الہدیٰ قادری مصباحی

مصحح : مولانا محمد قاسم مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ

تحقیق و تخریج و پروف: مولانا فیاض احمد خاں مصباحی برکاتی
مولانا رضاء المصطفیٰ مصباحی برکاتی

خصوصی اشاعت: بموقع عرس شاکری قمری احسنی، ۱۵/ مارچ ۲۰۱۳ء

تعداد : ۱۱۰۰

صفحات : ۱۲۴

قیمت : ۲۰۰/ روپے

بتعاونِ خاص : **پیر طریقت جناب سید سہیل صاحب قبلہ**
(سجادہ نشیں خانقاہ ابوالعلائیہ، بنگلہ دیش)

ناشر : بارگاہ شاکریہ ایجوکیشنل مشن
پنڈ شریف، چیوارہ، شیخ پورہ، بہار۔ پن:811304

فہرست

انتساب

ائمۂ اربعہ

سیدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ وفات: ۱۵۰ھ
سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ وفات: ۱۷۹ھ
سیدنا امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ وفات: ۲۰۴ھ
سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ وفات: ۲۴۱ھ

و

فرقۂ ناجیہ سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کے نام

جو

ما أنا عليه و أصحابي

کے متبع ہیں

جن کے دامن سے ہم وابستہ ہیں

اہلِ سنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی
(اعلیٰ حضرت)

تہدیہ

حضرت سید شاہ تاج الدین شاکرؔ قادری منعمی ابوالعلائی رحمۃ اللہ علیہ

وفات..............۱۳۴۰ھ

حضرت سید شاہ قمر الہدیٰ قمرؔ قادری ابوالعلائی رحمۃ اللہ علیہ

وفات..............۱۳۸۵ھ

حضرت سید شاہ احسن الہدیٰ قادری ابوالعلائی رحمۃ اللہ علیہ

وفات..............۱۴۱۱ھ

حضرت سید شاہ صدیق قادری چشتی ابوالعلائی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید شاہ فاروق قادری چشتی ابوالعلائی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید شاہ عثمان قادری چشتی ابوالعلائی رحمۃ اللہ علیہ

کی بارگاہوں میں

جن کی بے لوث خدمتِ دین

وسعیِ جمیلہ سے

انسانیت راہِ راست پر گام زن ہوئی

جن کے نقوشِ قدم

ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔

کلماتِ خیر

از: سید شاہ رضوان الہدیٰ قادری مصباحی
سجادہ نشیں خانقاہ شاکریہ قمریہ احسنیہ پنڈ شریف، شیخ پورہ، بہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ من کان نبیاً وآدم بین الماء والطین وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین. اما بعد!

اللہ رب العزت قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے:

''وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ'' اے محبوب ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا۔

خالقِ ارض و سما نے جسے چاہا اس کو یہ سعادت بخشی کہ وہ اس کے پیارے محبوب ﷺ کا ذکر کرے، اس کی تعریف و توصیف کرے۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس ذات گرامی ﷺ کی کما حقہٗ تعریف کسی بشر سے ممکن نہیں ہے، جیسا کہ صوفیاے کرام رضی اللہ عنہم اجمعین فرماتے ہیں:

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجهك المنیر لقد نوّرَ الْقمر
لا یمکن الثناء کما کان حقهٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

الحمد للہ! آقاے دوجہاں حضور ﷺ کی بارگاہ میں عقیدتوں کا خراج پیش کرنے کی سعادت میرے خاندان میں بھی آئی۔

میرے جد اعلیٰ سید السالکین حضرت **سید شاہ تاج الدین شاکر** علیہ الرحمہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی۔ تو آپ نے بھی اپنا نام آقائے دوجہاں ﷺ کے ثناخوانوں کی فہرست میں درج کرانے کی عرض ایک کتاب مرتب کی جو ہادی انس و جاں کی حیات طیبہ پر مشتمل تھی، اس کتاب کا نام آپ نے ''شہودِ وحدت'' رکھا جس کو تاجدار مدینہ حضور ﷺ نے بلا شبہہ شرف قبولیت سے نوازا۔

اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہندوستان و بنگلہ دیش میں موجود

خانقاہ پنڈ کے لاکھوں مریدین و عام مسلمین محفل میلاد کی مجالسوں میں اس کتاب کو پڑھتے ہیں اور برکتیں حاصل کرتے ہیں۔

اِدھر کچھ سالوں سے اس کتاب کی طباعت نہیں ہو رہی تھی۔ الحمدللہ! فرزند عزیز ولی عہد خانقاہ پنڈ مولانا **سید فیضان الہدیٰ قادری** مصباحی نے اس کی اہمیت و افادیت کو دیکھتے ہوئے اس کو نئی کمپوزنگ، تخریج و ترتیب کے ساتھ منظر عام پر لانے کے لیے آمادہ ہوئے، اس کام میں ان کے عزیز دوست مولانا **فیاض احمد خاں** مصباحی برکاتی نے بھرپور تعاون کیا۔ مستقبل میں یہ حضرات اسی طرح خانقاہ پنڈ کی دیگر کتابوں کو بھی منظر عام پر لانے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے حوصلوں کو سلامت رکھے۔ (آمین)

اس کتاب کی طباعت کے لیے ایک خطیر رقم کی ضرورت تھی، یہ کام مشکل ہو سکتا تھا، لیکن اللہ رب العزت نے اس کا انتظام بھی فرما دیا۔ حضرت جناب **سید سہیل صاحب** دام ظلہ العالیہ (سجادہ نشین خانقاہ ابو العلائی بنگلہ دیش) نے اس کی طباعت کی پوری ذمہ داری اپنی ذمہ کرم پر لے لیا۔ موصوف ہمارے ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے جد اعلیٰ حضرت سید العارفین **سید شاہ محمد صدیق قادری** چشتی فردوسی ابو العلائی قدس سرہٗ کو سید السالکین حضرت **سید شاہ تاج الدین شاکر** علیہ الرحمہ نے بیعت و خلافت سے نواز کر خدمت دین کے لیے بنگلہ دیش بھیجا تھا، آپ نے وہاں پر بڑی جاں فشانی کے ساتھ پوری زندگی خدمت دین کیا اور لاکھوں لوگوں کو حلقۂ بیعت کیا۔ آپ نے اپنی نیابت بڑے صاحب زادے حضرت **سید شاہ فاروق** رحمۃ اللہ علیہ کو دی انھوں نے جناب **سید شاہ عثمان** رحمۃ اللہ علیہ کو سونپی۔ آج ان بزرگوں کی مزاریں مرجع خلائق ہیں۔

حضرت جناب سہیل صاحب قبلہ نے بزرگانِ پنڈ کے روضہ شریف کو تعمیر جدید کے لیے ایک خطیر رقم سے نوازا جس کے بعد ہی میں اس کام کی طرف ہمت کر سکا۔ مشفق گرامی کی توجہ نہ ہوتی تو شاید میں اس عظیم کار کی طرف توجہ بھی نہ کر پاتا۔ اور اس کام میں بنگلہ دیش کی دیگر خانقاہوں نے بھی میرا ساتھ دیا جن میں جناب **مصطفیٰ حسن قادری** ابو العلائی، جناب **جنید بابو قادری** ابو العلائی و جناب **آرزو بابو رضوانی** وغیرہ قابل ستائش ہیں اور اسی طرح میں ہندوستان کے اپنے تمام مریدین، متوسلین محبین کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنھوں نے اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

اللہ رب العزت ان کی خدمتوں کو قبول عطا فرمائے، اور ہمیں زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی سید المرسلین ﷺ۔

عرضِ ناشر

از: سید فیضان الہدیٰ قادری مصباحی
ولی عہد خانقاہ شاکریہ قمریہ احسنیہ، پنڈ شریف، شیخ پورہ، بہار

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

۲۰۱۳ء عرس شاکریہ احسنیہ کے موقع پر پروفیسر سجاد احسن صاحب قدس سرہ کی عظیم کتاب ''سجادگانِ پنڈ شریف'' خانقاہ قادریہ شاکریہ کے زیر اہتمام نئے طرز و آہنگ اور ترتیب و تخریج کے ساتھ منظر عام پر آئی اور اس کا رسم اجرا عمل میں آیا اسی موقع پر راقم السطور نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ''انشاء اللہ اب ہم ہر سال عرس شاکری، قمری، احسنی کے موقع پر اپنے خوانوادے کی کتابوں کو منظر عام پر لانے کی کوشش کریں گے۔ اللہ کے فضل و کرم سے اس سلسلے کی دوسری کڑی ''شہودِ وحدت'' نئے رنگ و آہنگ اور ترتیب و تخریج اور دیدہ زیب طباعت کے ساتھ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس کتاب کو منظر عام پر لانے میں میرے مخلص احباب مولانا **فیاض احمد مصباحی** برکاتی و مولانا **رضاء المصطفیٰ مصباحی برکاتی** کی کافی جدوجہد شامل رہی جنھوں نے قدم قدم پر ہمارا ساتھ دیا، بڑی ہی جاں فشانی سے اس کتاب کو ترتیب و تخریج کے مشکل مراحل سے گزارا۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے مشفق و محترم استاذ مولانا **محمد قاسم مصباحی** استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا شکریہ ادا نہ کروں جنھوں نے اس کتاب کا بنظر غائر مطالعہ کیا اور بہت سے مقامات پر مفید اصلاحات بھی فرمائیں۔

اس موقع پر اگر میں پیر طریقت جناب **سہیل احمد قادری** سجادہ نشین خانقاہ ابوالعلائیہ بنگلہ دیش کو فراموش کر جاؤں تو بہت ہی محرومی ہوگی اس لیے کہ اگر حضرت کا تعاون نہ ہوتا تو شاید

''شہودِ وحدت'' منظر عام پر نہ آتی آپ نے اس پر آنے والے تمام اخراجات کو برداشت کیا۔
اخیر میں تمام اساتذہ مخلصین محبین، مریدین و متوسلین کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جن کی دعاؤں کی وجہ سے میں اس قابل بن بن پایا اور ہمیں اس حقیر خدمت کی توفیق بخشی۔
اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہماری اس حقیر کاوش کو قبول فرمائے ان تمام حضرات کو دین و دنیا کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے۔ جنھوں نے کسی بھی طریقے سے اس کار خیر میں ہماری معاونت کی۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیھم اجمعین.

اس کتاب میں کیا کام ہوا؟

- زبان گنجلک مقامات کی تسہیل
- تصحیح وتحقیق
- پیرایہ بندی
- تمام عربی عبارتوں کا اردو ترجمہ۔
- حوالے کی عبارات کا اصل کتاب سے مقابلہ وتخریج
- بعض مشکل الفاظ کے معانی
- قرآنی آیتوں کا کنزالایمان سے ترجمہ
- مصادر ومراجع کی فہرست
- حالات مصنف ومحشی کا اضافہ۔

حالاتِ مصنف

از: سید فیضان الہدیٰ قادری مصباحی
ولی عہد خانقاہ شاکریہ قمریہ احسنیہ، پنڈ شریف، شیخ پورہ، بہار
یکم ربیع النور ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۳؍ جنوری ۲۰۱۳ء

تاج الملۃ والدین سید السالکین حضرتِ سید شاہ تاج الدین صاحب ترک و تجرید واقف اسرار و رموز حقیقت غواض بحرِ حقیقت بانی خانقاہ شاکریہ پنڈ شریف مشائخ متقدمین اور سلف صالحین کی یادگار تھے۔

نسب نامہ: سید شاہ تاج الدین بن سید شاہ شمس الدین بن سید شاہ نور الحسن بن سید شاہ ماہ بن سید شاہ احمد علی ہے۔

آپ کا آبائی وطن موضع بروئی ڈاک خانہ پچنہ (حال ڈاک خانہ پتھریٹہ) ضلع مونگیر تھا۔ جہاں سے آپ ترک وطن کر کے ۱۲۷۵ھ تا ۱۲۸۰ھ کی درمیانی مدت میں موضع پنڈ ڈاک خانہ چوارہ ضلع مونگیر میں قیام پذیر ہوئے۔

بیعت و خلافت آپ کو حضرت سید شاہ علی حسین صاحب ابو العلائی التخلص بہ باقیؔ علیہ الرحمہ (محلہ سملی پٹنہ) سے حاصل تھی۔

۱۳۰۱ھ کے قریب آپ ہزاری باغ تشریف لائے اس وقت آپ کی عمر شریف تقریباً ۵۰-۵۱ سال کے درمیان تھی آپ حسین آباد شیخ پورہ کے نواب صاحب کی درخواست پر ان کے علاج کی غرض سے جڑی بوٹیوں کی تلاش میں ہزار باغ تشریف لائے۔ جڑی بوٹیاں لے کر آپ نے نواب صاحب کے حوالہ کر دیا اور اپنے قیام کے لیے ہزاری باغ کو پسند فرمایا۔

آپ ایک قادر الکلام شاعر بھی تھے اور آپ کا کلام حضور سراپا نور ﷺ سے والہانہ محبت اور قلبی الفت کا آئینہ دار ہیں۔ ایک مقام پر آپ نے کہا:

آنکھیں اُٹھتی تھیں جدھر تھا وہی عرفاں
حشر میں جلوۂ احمد کے سوا اور نہ تھا
کھل گئی بات جو پردے میں تھی شاکرؔ واللہ!
شکل احمد میں کوئی جلوہ نما اور نہ تھا

آپ کے اخلاق وعادات ضرب المثال ہیں۔ آپ اپنے مریدوں کو بنفس نفیس تربیت فرماتے ارادات مندوں کے حلقوں میں وعظ ونصیحت اور تذکرۂ شہ لولاک کرتے بزرگوں کے احوال سناتے شرف بیعت سے نواز کر چھوڑ نہیں دیتے بلکہ مجمع عام میں اور فرداً فرداً بقدر ظرف تعلیم دیا کرتے ان کی کردار سازی سے کبھی غفلت ظاہر نہیں فرماتے۔ جن لوگوں نے ارادت کے ہاتھوں سے دامن تھاما، عبادت و ریاضت میں مشغول ہوگئے۔ آپ صوفی با صفا درویش حق آگاہ بزرگ تھے۔ لیکن آپ اپنے حجرے ہی میں خلوت نشیں نہیں رہے بلکہ تعلیم شریعت وطریقت سے بندگان خدا کو بہرہ ور فرمایا آپ نے لوگوں سے دلی تعلق پیدا کر کے ان کے ایمان راسخ کیے آپ کی یادگار میں جو بھی آیا عشق الٰہی کا سبق لے کر اُٹھا محبت رسول ان کی رگ وپے میں سمائی ہوئی تھی ذکر شہ لولاک ان کی زندگی بن گئی تھی۔ آپ اپنی اولادوں کو تعلیم دیتے ہوئے ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ "بیٹا اصل ایمان محبت رسول ہے" محبت رسول ایمان کی جان ہے اور یہی محبت و اطاعت تکمیل ایمان ہے۔ آپ نے بروز شنبہ ۲۶/ ربیع الثانی ۱۳۲۰ھ کو چاشت کے وقت پنڈ شریف میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ آپ کا فیضان امت مسلمہ پر تاقیام قیامت جاری فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

حالاتِ محشی

از: سید فیضان الہدیٰ قادری مصباحی
ولی عہد خانقاہ شاکریہ قمریہ احسنیہ، پنڈ شریف، شیخ پورہ، بہار
۶ر ربیع النور ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۸ر جنوری ۲۰۱۳ء

سید شاہ قمر الہدیٰ قادری ابوالعلائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سید شاہ قمر الہدیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ حامل صبر و رضا صاحب استغراق و استغنا، یگانۂ زماں، استاد عارفاں پیر واصلاں، اپنے وقت کے ولی کامل، میدان طریقت کے سیاح، بحر حقیقت کے نایاب موتی، عشق و محبت کے پیش رو، مقامات مشاہدہ کے سربراہ، صاحب اخفیا، قادری المسلک ابوالعلائی مشرب کے فدائی، آسمان ولایت کا ماہ تاب اسم بامسمیٰ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۰۰ھ موضع پنڈ میں ہوئی۔

آپ کا نسب نامہ سید شاہ قمر الہدیٰ بن سید شاہ تاج الدین بن سید شاہ شمس الدین سید شاہ نور الحسن بن سید شاہ ماہ بن سید شاہ احمد علی ہے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار کے سایۂ عاطفت میں ہوئی، آٹھ دس سال کی عمر میں بغرض تعلیم پٹنہ بھیج دیے گئے اور کئی سال بعد دہلی تشریف لے گئے جہاں سے آپ بیس سال کی عمر میں درس نظامیہ کی سند فراغت حاصل کی۔

بیعت و خلافت: آپ کے والد بزرگوار سید شاہ تاج الدین علیہ الرحمہ سے حاصل ہوا۔ بیس سالوں تک اپنے پدر بزرگوار کی خدمت و نورانی صحبت میں رہ کر بیعت خرقۂ خلافت اور سند اجازت حاصل کی۔

مسند خلافت: ۱۳۴۰ھ میں حضرت سید شاہ تاج الدین علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد علمائے کرام کی نورانی جماعت نے سند خلافت پر فائز کیا۔

آپ کے اندر تبلیغ و تلقین، تحریر و تقریر، تصنیف و تالیف، مباحثہ و مناظرہ جیسی گوناگوں خوبیاں موجود تھی جو تقریباً نصف صدی تک یکساں قائم رہا۔ حضرت سید شاہ رکن الدین اصدق چشتی (سجادہ نشین آستانہ چشتی چمن، پیر بگھہ شریف، ضلع نالندہ) ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں۔ ”عارف باللہ حضرت مولانا سید شاہ قمر الہدیٰ قادری علیہ الرحمہ ممتاز عالم دین، شستہ زبان واعظ، مخلص ہادی طریقت، پختہ صاحب قلم، سنجیدہ مزاج شاعر اور خانقاہ نشین صوفی بزرگ تھے۔ خانقاہ پنڈ کی بیخ و بن آپ کے والد ماجد تھے اور شاخ و ثمر، آپ کی ذات بابرکات تھی۔ آپ

ہی کی ذات مرجع خلائق بنی۔ خانقاہ پھولی پھلی اور دور دور تک شہرت و قبول کا سامان بنی آپ کے والد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین میں تھے۔" (سجادگان پنڈ، ص:۹)

تصنیفات: (۱) کشف القناع عن حکم السماع۔ (۲) لمعات قمریہ۔ (۳) صبائے قمر۔ (۴) انور قمر معروف بہ حزب البحر۔ (۵) تجلیات قمر۔ (۶) قمر الہدایہ، (۷) وجدِ قمر۔ (۸) معمولاتِ قمر، (۹) قمر الحج وغیرہ آپ کی اہم تصنیفیں ہیں۔

"القمر الحج" پر حضرت ملک العلما حضرت مولانا ظفر الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ ملاحظہ فرمائیں:

"حضرت واعظ خوش بیان، مقرر شیریں زبان، جامع معقول و منقول، حاوی فروع و اصول، ہادی شریعت، رہبر طریقت، مولانا مولوی حاجی سید شاہ قمر الہدیٰ صاحب قمر سجادہ نشیں خانقاہ منعمیہ شاکریہ پنڈ شریف صاحب تصانیف کثیرہ و تالیفات شہیرہ ہیں۔ ان کی سب کتابیں دینیات کا ذخیرہ ہوتی ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ان کتابوں کو منگوا کر ان سے دینی فائدہ اُٹھائیں۔ خصوصاً کتاب "القمر الحج" کہ اسم بامسمیٰ ہے، ہر مسلمان حج کرنے والے کو رکھنا ضروری ہے۔ اس لیے کہ اس میں نہایت ہی سلیس اور صاف عبارت میں مسائل حج و زیارت مختصر اور واضح طریقہ سے بیان کیے گئے ہیں۔"

مذکورہ تقریظ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ حضرت سید شاہ قمر الہدیٰ ایک بلند پایہ عالم، صاحب عرفان بزرگ اور محقق اہل قلم تھے۔ ان کی باطل شکن، ایمان افروز اور آخرت ساز تحریریں مریدین و متوسلین اور عامۃ المسلمین کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔

وفات: ۲۹ر رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۶ر جنوری ۱۹۶۶ء جمعہ کے درمیان شب میں آپ نے اس دنیا کو خیر آباد کہا اور داعیِ حق سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کی ذات بابرکات ہمارے لیے مشعل راہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔

☆☆☆☆

شہودِ وحدت

سببِ تالیف

بندہ کم ترین شاہ تاج الدین ابوالفیاضی المنعمی الابوالعلائی متخلص بہ شاکرؔ ساکن موضع پنڈ شریف تھانہ شیخ پورہ ضلع مونگیر کہ نسبت قلبی و ارادت بیعت حضرت مولائی سید شاہ علی حسین ابوالعلائی متخلص بہ باقیؔ قدس سرہ ساکن محلہ سملی شہر پٹنہ سے رکھتا ہے۔ بخدمت عزیزان و برادران طریقت سبب تالیف نسخہ ہذا اس طرح اظہارِ حال کرتا ہے کہ ایک شب کو میں نے خواب میں دیکھا کہ جناب حضرت مرشدی حکیم شاہ فرحت حسن عرف ببواصاحب مد ظلہ محلہ کریم چک ضلع چھپرہ محبتِ اہلِ بیت تقسیم فرمارہے ہیں اور میں ایک طرف کھڑا ہوں اور میرا لڑکا مسمی سید شاہ قمر الہدیٰ سلمہ پہلو میں میرے کھڑا ہے۔ آپ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم بھی لو گے اور مجھ کو گلے میں اپنے لپٹا لیا اور میرے فرزند کو محبتِ اہلِ بیت مجھ سے زیادہ دی کہ جس سے خواب ہی میں مجھ کو رشک پیدا ہوا کہ باپ سے بیٹے کو کیوں زیادہ دیا۔ جب میں بیدار ہوا تو ایک حیرت پیدا ہوئی کی یہ کیا معاملہ دیکھا۔ کچھ دنوں بعد حضرت مرشدی مد ظلہ سے اس واقعہ کو ظاہر کیا۔ کچھ خاص باتیں ہوئیں اور سکوت فرمایا۔ یک بیک ایک دن دل نے چاہا کہ مجلس مولود شریف بہ ماہ ربیع الاول شریف دن گیارہ و شب بارہ و دن بارہ کو اپنے مکان میں انجام دوں اور خود حالت ولادت شہنشاہ نبوت ﷺ میں ایک رسالہ لکھوں اور اس کو موجب وسیلۂ نجات سمجھوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بندۂ گنہ گار کی عرضی کو سن لیا اور روایات جمع کرنے کی توفیق بخشی۔ الٰہی تیری اس بندہ نوازی کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ گرچہ میں ایک شخص بے بضاعت و ناچیز و ناکارہ محض ہوں، جو کچھ لکھا گیا وہ صرف فیضِ حبیبِ حق تھا ﷺ۔ چناں چہ یہ مجلس متبرکہ ۱۳۲۴ھ سے مکان میں میرے منعقد ہوئی۔ اے میرے اللہ! اے میرے مالک! اس مجلس شاہانہ کو نسلاً بعد نسلٍ ہمارے خاندان میں برکات و فیوضات کے ساتھ قائم رکھیو اور میری اولاد کو اس کے انجام کی توفیق رفیق عنایت فرمائیو۔ بفضلہ و کرمہ

المسکین سید شاہ تاج الدین منعمی الابوالعلائی عفا اللہ عنہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد بے حد ذات پاکِ ذوالجلال ہے جو یکتا لا شریک و لازوال
ہر اضاف و قید سے وہ پاک ہے عاجز اس کے درک سے ادراک ہے

مستجمع جمیع محامد و صفات باکمال ذات مطلق آفریدہ گارِ[۱] عالم جس کا نام محمود ہے اور تعین کل کا معبود ہے، وہی زمین و آسمان کا نور ہے اور عالم اسی شاہد خلوت خانہ کنزِ مخفی کے شیونات[۲] اسماء و صفات کا ظہور ہے۔

لَا فِیْ الْمَوْجُوْدِ اِلَّا اِیَّاہُ وَھُوَ الْمَوْجُوْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تَعَالٰی وَشَانُہٗ، وَجَلَّ جَلَالُہٗ، وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَحَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ.

جامعِ جمیع حسن و خوبی و صفاتِ حمیدہ و اخلاقِ حمیدہ و اخلاقِ عظیمہ و سزاوارِ مدح و نعت جناب سید المرسلین خاتم النبیین اشرف المخلوقات[۳] نورِ کائنات رحمۃ للعالمین سیدنا محمدن المصطفیٰ ﷺ کہ جن کی شانِ اقدس میں

---

(۱)- آفریدہ گار: پیدا کرنے والا۔

(۲)- شیونات: حالات

(۳)- بیہقی و ابونعیم و ابن عساکر و دیلمی میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سید العالمین ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے عرض کی، میں نے پورب پچھم ساری زمین الٹ پلٹ کر دیکھی کوئی شخص سیدنا محمد ﷺ سے افضل نہ پایا اور نہ کوئی خاندان، خاندانِ بنی ہاشم سے بہتر نظر آیا۔ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تصحیح کی۔ (مواہب اللدنیہ) [سید قمر الہدیٰ شاہ قدس سرہ]

خود صانعِ عالم نے لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا[1] فرمایا اور جن کو علم الاولین والآخرین عطا فرمایا، انھیں کی ذات بابرکات جمیع اسما وصفات و شیونات و مراتبِ وجوبی و امکانی کے ظہور و نمود کا باعث اور شہود و انکشاف کا سبب ہے۔ نام مبارک ان کا شافعِ روزِ جزا حبیبِ کبریا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ خود اللہ نے بتایا ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ [2] اُن کی شان میں فرمایا۔

نعت

لوح و قلم میں وصف محمد نہ آسکے
قطرے میں کس طرح سے سمندر سما سکے
گر طائرِ حواس جہاں چرخ پر اڑے
ممکن نہیں کہ خاک بھی اس دَر کی پا سکے
سایہ تلک نہ دیکھ سکا جس کا آفتاب
کیا اس کے دیکھنے کی کوئی تاب لا سکے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا[3] کا حکم فرمایا اور ان کی

(۱)- مواہب اللدنیہ، ج:۱، ص:۴۴-

(۲)- سورۃ الانبیاء، آیت:۱۰۷-"اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے"۔[کنزالایمان]

(۳)- سورۃ الاحزاب، آیت:۵۶-"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں غیب بتانے والے نبی پر اے ایمان والو، ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔"[کنزالایمان]

تمسک ذکر مؤدت اہل بیت اطہار و اقتداے صحابۂ کبار کو میرے لیے ذریعۂ نجات و ہدایت بنایا۔ پوشیدہ نہ رہے کہ جتنے معجزات و کمالات جملہ انبیاے کرام سے وقتاً فوقتاً عالم میں نمایاں ہوئے وہ سب، اور اکثر صفات و کمالات خاص بہ جمعیّت تام جو کہ ہمارے حضرت سلطان الانبیا محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے قبل عالم میں نہ ہوا اور نہ ہو سکتا تھا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مثلِ آفتاب تاباں نمایاں ہوا ہے کیوں کہ رسالت ہمارے حضور کی رسالت جنّات و ملائکہ و حیوانات و نباتات و جمادات پر بھی ہے۔

طبرانی معجم کبیر یعلی بن مرہ راوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

مَا مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يَعْلَمُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ اِلَّا كَفَرَةُ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ. (۱)

کوئی چیز نہیں جو مجھے رسول اللہ نہیں جانتی ہو، مگر بے ایمان جن و آدمی۔

اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ''(۲) اور دوسری آیت میں ''وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ''(۳) سے ظاہر

(۱)- المعجم الکبیر، ج:۲۲، ص:۲۶۲، حدیث نمبر ۶۷۲-

(۲)- سورۂ سبا، آیت: ۲۸ -''اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔'' [کنز الایمان]

(۳)- سورۃ الانبیاء، آیت: ۱۰۷ -''اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے'' [کنز الایمان]

ہے کہ عالمین میں تمام ارضی و سماوی داخل ہیں، جس طرح رب العالمین کی تفسیر سے ہُویدا[1] ہے۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "تکمیل الایمان" میں لکھتے ہیں کہ بعثت ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمامی افرادِ عالم پر وجمیع موجودات پر ہے، ورنہ سلام پتھروں کا و سجدہ درختوں کا و گواہی حیوانات کی کیا معنیٰ ہیں؟ اگر آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدۂ تحیۃ کیا تو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے " اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا "[2] فرمایا اور یہ صلاۃ و سلام اس سجدہ سے افضل ہے، اِس لیے کہ صلاۃ و درود حضرت پر خود مالک الملک واعلیٰ واعظم اللہ عزّوَجلَّ بھیجتا ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو صرف ملائکہ نے سجدہ کیا تھا اور ایک مرتبہ جو ہونا تھا ہو گیا، اور یہ صلاۃ و سلام قیامت تک رہے گا۔

"میزان الشریعۃ الکبریٰ" میں عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس واسطے شارع نے امر کیا ہے، نمازی کو سلام و درود کے لیے التحیات میں تاکہ آگاہ کر دے غافلوں کو کہ جس پروردگار کے سامنے بیٹھے ہو، اس دربار میں تمھارے نبی[3] موجود ہیں۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ سجودِ ملائکہ

---

(۱)- ہویدا: ظاہر، واضح۔

(۲)- سورۃ الاحزاب، آیت: ۵۶ – "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں غیب بتانے والے نبی پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔" [کنز الایمان]

(۳)- نماز میں "ایھا النبی" کی پکار آپ کے زمانہ مبارک میں آپ کی تعلیم سے ہوا اور صحابہ

کا سبب نور محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے جو پیشانی آدم عَلَیْہِ السَّلَام میں جلوہ افروز تھا، واقع ہوا تھا۔ اور دیلمی نے "مسند الفردوس" میں لکھا ہے کہ حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو اگر تعلیم اسما کی گئی اور ذُرّیت دکھلائی گئی تو ہمارے حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بھی تعلیم اسماے امت واقع ہوئی اور صورت دکھلائی گئی اور یہ تو ظاہر ہے کہ عموم رسالت خصائص محمد رسول اللہ علیہ الصّلاۃ والسلام سے ہے، جیسا کہ "تفسیر المدارك." میں ہے اور حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام کی رسالت خاص قوم کی طرف تھی نہ جمیع افراد نوع انسان پر۔ اور ہمارے حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بعثت آپ کے ہم عصر اور آئندہ پر تا قیام قیامت عام ہے۔

حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام پر آتش نمرود ایک مرتبہ سرد ہوئی اور ہمارے سرکار کی شان میں بروز قیامت آتش دوزخ کو خطاب ہو گا کہ فرماں بردار محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہو جس کو فرمائیں اُس کو جلا اور جس کو بچائیں اس کے نزدیک نہ جا۔ خلیل (حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام) نے کہا "وَّ اجْنُبْنِیْ وَ بَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ "[1] حبیب (حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے حق میں ارشاد ہوا: "اِنَّمَا

سے آج تک علما واجب فرماتے ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ اللہ نے اپنی عبادت میں ایھا النبی کی تعلیم فرمائی، اس پکار سے نماز صحیح ہوتی ہے۔ اگر دوسرے کا نام پکارا جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔ صاحبِ "احیاء العلوم" نماز کے بیان میں کہتے ہیں کہ نمازی اپنی نماز میں نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو موجود کرے، یہ ارادہ نہ کرے کہ میں خبر دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے معراج میں اس طرح فرمایا ہے۔ امام قسطلانی و زرقانی و شامی رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے بھی فرمایا ہے : لا يقصد الاخبار والحكاية بما وقع في المعراج۔ (سید شاہ قمر الہدیٰ قدس سرہ)

(۱)- سورۃ ابراہیم، آیت:۳۵ – "اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے پوجنے سے بچا" [کنزالایمان]

یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا"[۱]
خلیل (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کو ذبحِ حضرت اسماعیل علیہ السلام خواب میں دکھلایا گیا، حبیب (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو واقعۂ شہادت حسین رضی اللہ عنہ بزبانِ جبرئیل علیہ السلام مطلع فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بالاے طور احکامِ شریعت میں کلام ہوا اور ہمارے حضور پر نور کو عرش معلی پر بکمال احتشام طلب فرما کے اسرارِ خفیہ سے مطلع فرمایا کہ جو "فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِہٖ مَاۤ اَوْحٰی"[۲] سے ظاہر ہے۔ اگر عصاے موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اژدہاے غیر ناطق بنایا تو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں "چوبِ ستونِ حنانہ"[۳] کو رُلایا۔[۴] حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واسطے زمین پر دریا شق ہوا۔ حضرت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آسمان پر شقِ قمر ہوا۔[۵] حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے پانی جاری کیا۔ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے فوارہ پانی کا

---

(۱)- سورۃ الاحزاب، آیت:۳۳ -"اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمھیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔"[کنزالایمان]

(۲)- سورۃ النجم، آیت:۱۰ -"اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی" [کنزالایمان]

(۳)- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اس ستون پر ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے، لیکن جب منبر شریف لایا گیا، آپ اس پر تشریف لے گئے تو وہ چیخ اٹھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تسکین دی۔ [عامہ کتب سیرت]

(۴)- دلائل النبوۃ، ج:۲، ص:۵۵۶ تا ۵۵۸-

(۵)- مدارج النبوۃ، باب ششم، ص:۱۸۱/صحیح مسلم، کتاب صفۃ القیامۃ، باب انشقاق القمر-

جاری ہوا کہ ہزاروں نے پیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یدِ بیضا نبوت کا نشان ملا، ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتمِ نبوت (۱) عطا ہوا۔ اس کی روشنی میں آنکھ جھپکتی تھی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے آنکھوں کو روشنی ہوتی تھی۔ " قَدْ جَآءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ "(۲) آپ ہی کی شان ہے۔ اگر یہ نور پردۂ بشریت میں چھپا نہ رہتا تو کسی کی نظر آپ کے جمال باکمال تک نہ پہنچتی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقامِ مناجات طورِ سینا ہے، حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا عرشِ معلی۔ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کو چیونیٹیوں کا لشکر ملا تو ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فرشتوں کا لشکر ملا۔ ہوا ان کو ایک ماہہ راہ لے

(۱)- امام احمد و بیہقی و خطیب میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، میرے بعد نبوت سے کچھ باقی نہ رہے گا، مگر بشارتیں کہ بندہ آپ دیکھے یا اس کے لیے دوسرے کو دکھایا جائے۔ معلوم ہوا کہ سیدنا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اور سب انبیا علیہم السلام میں پچھلے۔ اور حضور پر نور فرماتے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ تو جو حضور کے بعد کسی کو نبی مانے اسلام سے خارج ہے۔ یوں ہی جسے ختم نبوت میں کچھ شک ہو وہ بھی مسلمان نہیں۔ ابو یعلی و طبرانی و شاشی و ابن عساکر و ابو نعیم فضائل صحابہ میں ہے کہ حضرت عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوی میں (مکہ معظمہ سے عرضی حاضر کی کہ مجھے اذن عطا ہو تو ہجرت کر کے (مدینۂ منورہ) حاضر ہوں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمان نافذ فرمایا: اے چچا ابھی وہیں ٹھہرے رہو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ہجرت کو ختم فرمایا، جس طرح مجھ پر نبوت ختم فرمائی۔ اب جو خاتم النبیین کو بہ معنیٰ آخر النبیین (سب سے آخری نبی) نہ مانے اور حضور کے بعد اور نبی ہونے سے ختم نبوت میں نقصان نہ جانے اس کے کفر خفی و نفاق جلی کا رد ہو گیا۔ (سید شاہ قمر الہدیٰ قدس سرہ)

(۲)- سورۃ المائدۃ، آیت: ۱۵ – "بیشک تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا" [کنزالایمان]

جاتی تھی۔ ہمارے حضرت محمد ﷺ کو براق فرش سے عرش تک لے گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو چڑیوں کی بولی سکھلائی۔ ہمارے حضرت کے روبرو گوشتِ زہر آلود کا بولنا اور اونٹ کا شکوہ کرنا اور چڑیوں کا فریاد کرنا معجزاتِ باہرہ ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے واسطے لوہے کو ہاتھ میں نرم کیا۔ ہمارے حضور ﷺ کے قدم کے نیچے پتھر کو موم کیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ تسبیح کرتا تھا، ہمارے حضور ﷺ کے ہاتھ میں سنگ ریزے تسبیح کرتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو بعد قبول توبہ "اِنَّا جَعَلۡنٰكَ خَلِيۡفَةً فِى الۡاَرۡضِ"[1] فرمایا اور ہمارے حضرت محمد ﷺ کی امت کے واسطے سورۂ نور میں ارشاد ہوا: "لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ"[2] چناں چہ حضرات خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم نے اس خلافت کو انجام دیا۔

حسنِ عارضِ زیباے حبیب اللہ ﷺ لازوال تھا کہ آج تک ہزاروں مفتون و شیدا جمال باکمال کے ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں۔ آپ کا عشق، آپ کی محبت، آپ کا ذکر موجب رضاے الٰہی و نجات ابدی و حصول دولت سرمدی ہے۔"الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ"۔

(۱)- سورۃ صٓ، آیت: ۲۶ - "بے شک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا" [کنزالایمان]
(۲)- سورۃ النور، آیت: ۵۵ - "کہ ضرور انھیں زمین میں خلافت دے گا، جیسی ان سے پہلوں کو دی" [کنزالایمان]

آغاز

آگاہ ہو کہ بنائے مجلس میلاد شریف [1] قرآن و احادیث و اقوال علما سے

(۱)-عرف عام میں محفلِ میلاد اس محفل کو کہتے ہیں جس میں سیدِ عالم ﷺ کی ولادتِ باسعادت کا تذکرہ ہو۔ یعنی عالمِ قدس سے دنیا میں تشریف آوری کا ذکر و اخلاقِ حمیدہ کا بیان ہو۔ بس یہ حقیقت میلاد ہے اور اس کا ثبوت آیاتِ قرآنی و احادیث نبویہ اور اجماعِ امت سے ثابت ہے، اور عقل سلیم انکار سے قاصر ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے "قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ" "جَآءَ" ماضی کا صیغہ ہے معنیٰ آیا، تشریف لایا "كُمْ" جمع مخاطب کی ضمیر ہے یعنی تشریف لایا اللہ کی طرف سے نور۔ نور روشنی کو کہتے ہیں۔ اس جگہ نور سے سید عالم ﷺ کی ذات گرامی مراد ہے۔ "تفسیر خازن و معالم التنزیل" وغیرہ۔ دوسری جگہ ہے: "لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الآیہ" (سورہ توبہ)۔ یعنی البتہ تشریف لائے تمھارے پاس دنیا میں تم میں سے ایسے رسول جن پر تمھارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمھاری بھلائی کے خواہاں ہیں۔ مومنین کے حق میں رحمت والے ہیں۔ آخر میں رحیم و رؤف بنا کر آپ کے اخلاقِ حمیدہ کو بیان فرمایا، محفل میلاد میں ذکر ولادت کے بعد رافت و رحمت کا تذکرہ کرنا بھی محفل میلاد کی حقیقت ہے۔ یوں ہی احادیث نبویہ سے ثابت ہے جس کی پوری حقیقت قرآن و حدیث سے ثابت ہو اس کو ناجائز کہنا قرآن و حدیث کی مخالفت اور رسولِ پاک سے عداوت کی علامت ہے۔ صحیح مسلم (ج:۳، ص:۱۸۷) کی حدیث ہے کہ اسلام میں جو اچھا طریقہ ایجاد کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور ان کا بھی جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا۔ ایسے ہی برے طریقہ کا حکم ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اسلام میں کارِ خیر نکالنا ثواب کا باعث ہے اور برے کام کا نکالنا موجب گناہ ہے۔

مانعین ذکر میلاد بتائیں کہ کہاں اللہ اور رسول نے منع کیا ہے۔ مانعین کی یہ نئی شریعت ہے۔ مانعین کے نزدیک سیکڑوں نو ایجاد عمل باعث ثواب ہیں جیسے زبان سے نیت نماز کو لے لیجیے۔ یوں ہی بخاری کا ختم مصیبت کے وقت جائز۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص:۱۶۶، مکتبہ تھانوی، دیوبند) [سید شاہ قمر الہدیٰ قدس سرہ]

ثابت ہے۔ ارشادِ الٰہی ہوا:

''وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ''[1] حضور کی تشریف آوری بڑی نعمت ہے۔

اور حضور ﷺ کے ناموں میں سے ایک نام ''نِعْمَةُ اللّٰه'' بھی ہے اور انھیں کے یاد کرنے کا حکم ہوا۔ لہٰذا مجلس میلاد کرنا اس آیت پر عمل ہے۔ پس بنائے مجلس میلاد پاک یقیناً امرِ خیر ہے، کیوں کہ مجلس میلاد نبوی علیہ الصلاۃ والسلام میں حضور سید البشر ﷺ کے فضائل اور معجزات کا بیان ہوتا ہے۔ اور یہ حضرت محمد ﷺ کی محبت ہونے کا وسیلہ ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ'' تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت رکھتا ہے۔

اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک دن اپنے گھر میں واقعاتِ ولادت حضور ﷺ بیان فرما رہے تھے اور خوارق عادات جو اس وقت ظہور میں آئے تھے قوم کو سنا رہے تھے اور قوم سن کر خوش ہو رہی تھی اور درود و سلام بھیج رہی تھی کہ ناگاہ حضرت رسالت پناہ ﷺ بہ کمال حشمت و جاہ اس مجلس اقدس میں تشریف لائے اور فضائل و مدائح کو سن کر خوش ہوئے اور قاری و سامعین کو بشارت دی کہ واجب ہوئی تمھارے واسطے شفاعت میری۔

اور روایت ہے حضرت ابو دردا رضی اللہ عنہ سے کہ وہ حضرت رسالت مآب

(۱)- سورۃ البقرۃ، آیت:۲۳۱ – ''اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے'' [کنز الایمان]

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ حضرت عامر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے مکان میں گئے، جس حال میں وہ تعلیم و تفہیم واقعاتِ ولادت حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے فرزندوں اور عزیزوں سے کرتے تھے کہ آج کے دن یہ واقعات بہ وقت ولادت رسول مقبول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ظہور میں آئے تھے۔ پس حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حضرت عامر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی تعلیم و اعلام کو سن کر فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے رحمت کا دروازہ تیرے واسطے کھولا ہے اور تمام ملائک تیرے واسطے مغفرت چاہتے ہیں، پس جو شخص عمل کرے گا تیرے مانند نجات پائے گا۔

"علامہ شمس الدین ابن الجوزی" رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ اپنے رسالہ "میلاد"[1] میں لکھتے ہیں کہ سیدنا مدنی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے فرمایا: اے ابو الحسن بے شک محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم رب العالمین کے رسول ہیں اور پیغمبروں کے خاتم اور روشن رُو اور روشن دست و پاوالوں کے پیشوا۔ تمام انبیا و مرسلین عَلَیْہِمُ السَّلَام کے سردار نبی ہوئے جب کہ آدم عَلَیْہِ السَّلَام آب و گل میں تھے۔ مسلمانوں پر نہایت مہربان، گنہ گاروں کے شفیع، اللہ تعالیٰ نے انھیں تمام عالم کی طرف بھیجا۔

امام بخاری و دیگر محدثین رحمہم اللہ نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضرت حسان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لوگوں کے سامنے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اوصاف و محامد بیان کیا کرتے تھے اور لوگ اس کے سننے کو جمع ہوتے تھے۔ بلکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خود حضرت حسان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو طلب فرمایا کرتے تھے اور ان کے لیے منبر رکھتے تھے، جس پر

(۱)- اس رسالہ کا پورا نام "عرف التعریف بالمولد الشریف" ہے۔

وہ کھڑے ہو کر آپ کے اوصاف حاضرین کے سامنے بیان فرماتے تھے۔[1]

پس اس سے ثابت ہوا کہ ذکر ولادت باسعادت اور اوصاف و محامد شہِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سننے کے لیے جمع ہونا سنت ہے۔ اور اس کا وجود حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم و نیز صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم کے مبارک زمانہ سے ہے۔ اور "موطا امام محمد" میں ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے فرمایا کہ اے بلال! دوشنبہ کا روزہ ترک نہ کیا کرو، کیوں کہ اُس دن میں پیدا ہوا ہوں۔[2] اس حدیث میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے امورِ مستحسنہ کے تعین روز کا بھی حکم فرمادیا۔

حضرت شیخ محمد طاہر محدث رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ربیع الاول کے متعلق فرماتے ہیں یہ وہ مہینہ ہے کہ ہم کو خوشی منانے کا ہر سال حکم ہے۔ مجمع البحار ص:۵۵، تفسیر روح البیان پارہ ۲۶ زیرِ آیت "محمد رسول اللّٰہ" ہے کہ امام جوزی محدث رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے فرمایا ہے کہ میلاد شریف کی یہ تاثیر ہے کہ سال بھر اس کی برکت سے امن رہتا ہے اور اس میں مرادیں پوری ہونے کی خوش خبری ہے۔[3] یوں ہی محدثین کی ایک جماعت نے لکھا ہے۔

(۱)- صحیح بخاری، ج:۱، ص:۶۵-
(۲)- صحیح مسلم، ج:۲، ص:۵۹۱-
(۳)- مواہب اللدنیہ، ج:۱، ص:۱۴۸-

نعت

یاں بزمِ ذکرِ مولدِ خیر الوریٰ ہے آج
جس کا کہ مہتمم ہوا خود کبریا ہے آج

کیوں کر نہ ہو کہ اس کے ہے محبوب کا یہ ذکر
سننے کو جس کے خود ہی وہ رونق فزا ہے آج

جبریل اور ملائک و ارواحِ انبیا
حاضر ہیں شورِ صلِ علیٰ یاں بپا ہے آج

عاجز ہے جس کے دیکھنے سے چشمِ ہر بشر
حسنِ حبیب میں ہوا وہ رو نما ہے آج

تاباں ہے آج نیرِّ رخسارِ مصطفیٰ
ہر اک فرع کو اصل کی اپنے بقا ہے آج

عرفان اپنے نفس کا عارف کو آج ہے
نفس النفوس خلق ہوا رونما ہے آج

شاکرؔ پہ بھی ہو آج نگاہِ کرم شہا!
تیرے ہی آسرے پہ کھڑا یہ گدا ہے آج

بیانِ نورِ محمدی ﷺ

عزیزو! اِس بات کو جانو کہ جب کہ مخلوق پیدا نہ ہوئی تھی اور ذات عَزَّوَ جَلَّ آپ ہی آپ تھا "وَكَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ شَيْءٌ" اس وقت کوئی تجلی نہ تھی اور نہ کوئی اسم رب و رسول اور اللہ رب العزت قہار و جبار ظاہر تھا۔ جب اس نے ارادہ ازلی سے جس کی کنہ [1] و حقیقت ہماری عقل اور فکر سے باہر اور جس ارادے کو ہم اپنا سا ارادہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ حادث ہے اور وہ قدیم۔ چاہا کہ عالم کو پیدا کروں، کہ وہ ذات و صفات کو پہچانیں تو اس نے سب سے پہلے اپنے صحراے صفات کو عالمِ ذات میں بچھایا اور یہ صحراے صفات نورِ جمال "وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ" [2] اسی کا اشارہ ہے تمامی کائنات کی بنیاد یہی نورِ مقدس ہے۔ اور ظہورِ مکنونات ذاتیہ کا اس میں بروجہ اجمال ہے۔ اس لیے اسے قلم اعلیٰ و ام الکتاب بھی کہتے ہیں۔ اور باقی موجودات کی حقائق اُس کے اجزا و تفاصیل ہیں۔ تمام اشیا نے جو خلعت وجود

---

(۱)- کنہ: حقیقت، کسی چیز کی وجہ۔
(۲)-سورۃ الانبیاء، آیت:۱۰۷-"اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے" [کنزالایمان]

و نمود پہنا ہے اور تاجِ ظہور سر پر رکھا ہے، وہ فیضان ترشح ابر رحمت نور محمدی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ثمرہ ہے اور دست دُرربار حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سخاوت کا نتیجہ ہے۔ اگر نور ذات ایزدی اور چہرۂ ماہ پارۂ محبوب ازلی اس آئینۂ حقیقتِ احمدی میں ظاہر نہیں ہوتا تو کوئی نقشہ تختۂ ہستی پر ظاہر نہیں ہوتا اور کوئی مظہر کتم عدم سے صفحۂ برُوز پر جلوہ گر نہ ہوتا۔ ''لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا وَاَنَا مِنْ نُوْرِ اللهِ وَالْخَلْقُ كُلُّهمْ مِنْ نِوْرِيْ وَكُلَّ يَوْمٍ هوَ فِيْ شَانٍ''[1] اسی کا بیان ہے۔

خدا نے اس قدر اونچا کیا پایہ محمد کا   نہ پہچانا کسی نے آج تک رتبہ محمد کا

امام عبد الرزاق ابو بکر ابن ہمام اُستاذ الاستاذ امام بخاری و مسلم رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے اپنی تصنیف میں حضرت جابر ابن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت فرمائی:

''قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَ اُمِّيْ اَخْبِرْنِيْ عَنْ اَوَّلِ شَيْءٍ قَالَ: يَا جَابِرُ اِنَّ اللهَ تَعَالٰى قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْيَاءِ نُوْرَ نَبِيِّكَ مِنْ نُوْرِهِ.''[2]

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔ میرے ماں باپ حضور پر فدا ہوں، مجھے بتا دیجیے کہ سب سے پہلے اللہ نے کیا بنایا؟ فرمایا: اے جابر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے پہلے تیرے نبی

(۱)- برُوز: ظاہر ہونا، ظہور۔
(۲)- کشف الخفاء، ج:۱، ص:۲۳۷، حدیث نمبر ۸۲۶-

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام عالم سے پہلے اللہ نے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ علامہ زرقانی اس حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں:

''مِنْ نُوْرِهِ أيْ مِنْ نَوْرٍ هوَ ذَاتُهُ.'' (شرح مواهب اللدنيه)

یعنی اللہ نے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نور کو اُس نور سے پیدا فرمایا جو عین ذاتِ الٰہی سے ہے، پس بہ اعتبار کنہ کیفیت کے متشابہات کو مانتے ہوئے اتنا کہنا کافی ہے اور یہی سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک سے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بلا واسطہ پیدا فرمایا۔ اور ''تذکرۃ الاصفیا'' میں اس طرح سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے نور محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پیدا فرمایا۔ پھر اس کو عالمِ قدس میں پرورش کیا۔ گاہے سجدہ کرایا اور گاہے صرف تسبیح و تقدیس میں مشغول رکھا۔ اور اس نور کے قیام کے واسطے پردے بے انتہا بنائے اور ہر ایک پردہ میں اپنی تسبیح خاص تعلیم فرمائی پھر اس کو پردوں سے باہر نکالا تو اس میں ایک تنفس کی کیفیت ظاہر ہوئی کہ اس سے انبیا و اولیا اور صدیقین و شہدا اور مومنین و ملائکہ پیدا ہوئے، پھر اس کو اللہ تعالیٰ نے تقسیم کیا اور عرش و کرسی، لوح و قلم وغیرہ پیدا کیے۔ اور آسمان و زمین کو سات سات طبق کر کے ایک ایک طبق استقرارِ خلق کے واسطے معین کیا۔ بعدہ ایک قبضۂ خاک سفید و پاک موضع قبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اٹھا کر اُسی نور میں ملایا۔ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بحکم رب جلیل آبِ تسنیم سے خمیر کر کے فوراً انہارِ جنت میں غوطہ دیا اور آسمان و

زمین و جبال و بحار پر عرض کیا کہ سب نے قبل آدم ابوالبشر بخوبی پہچان رکھا۔ چناں چہ حدیث مشکاۃ المصابیح میں عرباض ابن ساریہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے:

اِنِّيْ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ وَسَاُخْبِرُكُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِيْ.[1]

یعنی میں لکھا گیا ہوں خاتم الانبیا اور البتہ آدم پڑے ہوئے تھے گندھی ہوئی مٹی میں اور میں خبر دیتا ہوں تم کو اپنے اول امر کی کہ وہ دعا ہے حضرت ابراہیم کی اور خوش خبری ہے حضرت عیسیٰ کی اور عجائبات دیکھنا میری والدہ کا جب جنا مجھ کو، اور تحقیق نکلا ان کے واسطے ایک نور کہ اس سے شام کے محل چمک گئے، مشکاۃ، فضائل سید المرسلین، امام احمد اور بیہقی۔ اور امام حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ آپ نے خود ذکر اپنی اولیت اور سابقیت اور ولادت کا بیان فرمایا اور جماعتِ صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم نے سنا جن کو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مخاطب کر کے فرمایا "وَسَاُخْبِرُكُمْ" اور دوسری حدیث ہے:

"كُنْتُ نَبِيًّا وَّ آدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَد."[2]

---

(۱)- مشکاۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب فضائل سید المرسلین، صلوات اللہ و سلامہ، ص:۵۱۳، مجلس برکات۔

(۲)- جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم/ مسند امام احمد، ج:۵، ص:۵۹، ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء، ج:۹، ص:۵۳۔

یعنی میں نبی تھا اور آدم روح و جسد کے درمیان تھے۔

اہل معنیٰ فرماتے ہیں: جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی روح پاک تربیت کے واسطے عالمِ ارواح میں رکھی گئی، کہ ارواح نے تربیت پائی، جس طرح اس عالم میں مربی اجساد بنا کے بھیجا کہ ہدایت کاملہ ہوئی۔ "مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات" میں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا ہے کہ جب ارادۂ الٰہی ایجادات، موجودات و ابداع مخلوقات سے متعلق ہوا تو ایک نور بہ صورت حضرت ﷺ اپنی ذات سے پیدا کیا اور اپنے علم میں پوشیدہ رکھا اور بعد مدت کے عالم کو قائم کیا اور زمان کھولا اور پانی نکالا اور کف کو جوش دیا اور ہوا کو چلایا اور عرش کو پانی پر رکھا اور زمین کو بچھایا اور سب سے اپنی اطاعت قبول کرائی پھر فرشتے پیدا کیے اور توحیدِ حق و حضرت محمد ﷺ کی نبوت کا اقرار کرایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کے بعد اس نور کو پیشانی آدم علیہ السلام میں ودیعت فرما کے عہد لیا کہ اصلاب طاہرہ میں نقل کرتے رہو اور جب اس نور کے ظہور کی نوبت پہنچی تو علمِ دعوت بلند فرمایا۔ تو جو کوئی اولاً اس نور میں آیا، ہدایت پائی اور جو ظلماتِ نور میں رہا وہ اب بھی گم راہ ہے۔

نعت

گر نورِ محمد کا نمودار نہ ہوتا
حقّا کہ خدائی کا بھی اظہار نہ ہوتا

پیشانیِ آدم میں جو نور اُس کا نہ ہوتا
مسجودِ ملائک کا بھی زنہار[1] نہ ہوتا

کانوں میں صدا حق کی نہ آتی کبھی ہرگز
وہ کانِ فصاحت جو گہر بار نہ ہوتا

گر چہرۂ زیبا نہ دکھاتا وہ جہاں میں
توحید کا کثرت میں بھی اقرار نہ ہوتا

گر شجرۂ ایمن سے نہ کہتا وہ انا اللہ
یہ طور کبھی مطلعِ انوار نہ ہوتا

آدم میں بھی گر داسکے جو دامن کی نہ ہوتی
انسان کبھی مطلعِ اسرار نہ ہوتا

گر آلِ محمد کی ولا ہوتی نہ دل میں
شاکر پہ بھی لطفِ شہِ ابرار نہ ہوتا

(۱) زنہار: ہرگز، کبھی نہیں۔

بیان اوصافِ محمدی ﷺ

"کتاب الشفا" میں ابن عطا سے در باب آیت کریمہ "وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ"[1] کے ہے "جَعَلْتُكَ ذِكْرًا مِنْ ذِكْرِيْ فَمَنْ ذَكَرَكَ ذَكَرَنِيْ"[2] اے محمد ﷺ ہم نے تم کو اپنا ذکر بنایا جس نے تم کو یاد کیا اُس نے ہم کو یاد کیا۔ آپ کے اوصافِ حمیدہ کون بیان کر سکتا ہے، جیسا کہ وہ خود ازلی و ابدی ہے۔ حُسن و خوبی و ثنا و ذکر ایسی ہی ہے کہ جس کی اولیت کی بدایت نہیں اور آخریت کی نہایت نہیں۔ عالمِ امر کے تمام راز ہائے مخفیہ آپ ہی مخزن ہیں اور تمام مواطن ظلمات آپ ہی سے روشن ہیں اور آفتابِ حقیقت کے سارے انوار لامعہ کے آپ ہی کان ہیں، سب انھیں میں چمکتے ہیں۔ یہ تفسیر آیتِ مقامِ محمود "معالم التنزیل" میں ہے کہ اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت آں حضرت ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔

جس کے رتبہ کو ملک کر نہیں سکتا ادراک
تو تو خاکی ہے بھلا مدح کرے گا کیا خاک

چہرۂ نورانی مرآتِ جمالِ الٰہی اور آیتِ ناتمناہی میں چمک دمک ایسی کہ نظر نہیں ٹھہرتی تھی، گویا مہر و ماہِ فلک اُس خورشیدِ جمالِ باکمال کا ایک پرتو

(۱)- سورۃ الشرح، آیت:۴- "اور ہم نے تمھارے لیے تمھارا ذکر بلند کر دیا۔" [کنزالایمان]
(۲)- كتاب الشفاء، القسم الاول: في تعظيم العلي الأعلىٰ لقدر النبي المصطفىٰ ﷺ قولاً و فعلاً، الباب الأول: في ثناء الله تعالىٰ و اظهاره عظيم قدره لديه الفصل الأول: فيما جاء من ذٰلك الخ،ج:۱، ص:۲۰

تھا، اور شفاف ایسا کہ ہر چیز کا عکس اس میں دکھائی دیتا تھا، بلکہ صفائی اس آئینۂ خدانما کی یہاں تک تھی کہ نورِ خدا کی تجلی اس میں نظر پڑتی "مَنْ رَآنِي فَقَد رَأَ الْحَقَّ"[1] اس سے کھل جاتا تھا۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے لاہوت کے چمکیلے نور کے راز کو اپنے ناسوت میں ظاہر کیا۔ کیسا نبی والا شان سلطانِ رُسُل ہادیٔ سُبُل، مقتدائے انس و جاں، باعثِ تکوینِ کون و مکاں، صحیفۂ احکامِ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ[2]، لطیفۂ اعلامِ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ[3] جہدِ تمام فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ[4]، توجہِ دوام اِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ[5]، معراجِ کرامت سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ[6]، تسہیلِ امت سَیَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا،[7] ثباتِ قدم لَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ[8]، در نعت ہمہ تَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ[9]، طہارتِ خاندان وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا،[10] کمالاتِ

(۱)- صحیح مسلم، کتاب الرویا، ج:۲، ص:۲۴۲۔
(۲)-سورۃ حمٓ السجدۃ، آیت:۲- "یہ اتارا ہے بڑے رحم والے مہربان کا" [کنزالایمان]
(۳)- سورۃ الرحمٰن، آیت:۲۔ "اپنے محبوب کو قرآن سکھایا" [کنزالایمان]
(۴)-سورۃ الشرح، آیت:۷- "توجب تم نماز سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو۔"
(۵)-سورۃ الشرح، آیت:۸- "اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو۔"
(۶)-سورۃ بنی اسرائیل، آیت:۱- "پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔"
(۷)-سورۃ الطلاق، آیت:۷- "قریب ہے اللہ دشواری کے بعد آسانی فرمادے گا۔"
(۸)-سورۃ القلم، آیت:۴۸- "اس مچھلی والے کی طرح نہ ہونا"
(۹)-سورۃ الفرقان، آیت:۵۸- "اور بھروسا کرو اس زندہ پر جو کبھی نہ مرے گا۔"
(۱۰)-سورۃ الاحزاب، آیت:۳۳۔

دودمان وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا[1]، اصحاب باصفا مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ[2] رفیقِ باتوفیق ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ[3]، نوشاہِ خلوت لِیْ مَعَ اللّٰہِ، مظہرِ اسرار اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ[4]، درِ مکنون خزانۂ تنزیہِ مطلق قائل مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَأَ الْحَقَّ[5]، افضل المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجمعین۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ.[6]

حق تو یہ ہے کہ جس کو رسول کی محبت ہے وہی خدا کا پیارا ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت کے بغیر خدا کی محبت ہو نہیں سکتی۔ اس لیے کہ ذاتِ مقدس نبوی برزخِ کبریٰ ہے جو رسول اللہ ﷺ کی محبت کے بغیر خدا کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے، وہ جھوٹا ہے۔ اس کو فی الحقیقت اللہ سے محبت نہیں ہے، اپنے وہم سے محبت ہے، جس کو اللہ بنا رکھا ہے۔ ہائے

(۱)-سورۃ الدہر، آیت:۸-"اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔"

(۲)-سورۃ التوبۃ، آیت:۱۰۰-

(۳)-سورۃ التوبۃ، آیت:۴۰-

(۴)-سورۃ القصص، آیت:۳۰-

(۵)-صحیح مسلم، کتاب الرویاء، ج:۲، ص:۲۴۲-

(۶)-سورۃ آلِ عمران، آیت:۳۱-"اے محبوب! تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرماں بردار ہوجاؤ۔"

افسوس وہ کیا کرے جو اس وہم میں گرفتار ہو۔ یارسول اللہ! میرا ہاتھ پکڑیے۔ آپ تمام عالم کے نور ہیں اپنے نور جمال باکمال سے ہمارے دلِ تیرہ کو منور فرمائیے، جیسا کہ آپ نے اپنے نور سے ہژدہ ہزار عالم[1] کو ظلمت کدہ عدم سے نمایاں و موجود کیا اور جیسے جمیع خلائق کے آپ شفیع ہیں، میری بھی شفاعت کیجیے۔ میرے دیدۂ دل سے حجابات کو اٹھا دیجیے۔ الصلوٰۃ والسلام یا شفیع المذنبین.

نعت

ہر داغِ تمنا میں تصویرِ نہاں تو ہے
ہر سانس کے پردے میں اے جانِ جہاں تو ہے
الفت کی نگاہوں سے سب پردے ہٹا ڈالے
ہر سو ہے ترا جلوہ، ہر شے میں عیاں تو ہے
محبوب بنا خود ہی، عالم کو کیا مفتوں
خود ناز سراپا ہے خود جانِ فغاں تو ہے
حسرت کا مرقع ہے ہر داغِ جگر اپنا
حسنین کی صورت میں تصویرِ نہاں تو ہے
اک بندۂ عاجز ہوں اے نورِ خدا تیرا

(۱)–ہژدہ ہزار: اٹھارہ ہزار (۱۸۰۰۰)–

اس ورطۂ عصیاں میں میرا نگراں تو ہے
جنت کی بہاریں بھی صورت پہ تری صدقے
اس چشمِ تمنا کا گلزارِ جناں تو ہے
کیا شکر کرے شاہا احساں کا ترے شاکر
نورِ نگہِ چشم صاحب نظـراں تو ہے

روایت: "تفریح الاذکیا" میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جن دنوں بہشت میں تھے، ایک بار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالِ جہاں آرا کی لقا کے مشتاق ہوئے، پس اللہ تعالیٰ نے صورتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں انگوٹھوں میں ظاہر کیا، تب ملا آدم علیہ السلام نے اپنے دونوں انگوٹھوں کو دونوں آنکھوں پر۔ وہی سنت ہوئی ان کی اولاد کے واسطے، اس قصہ کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میرا نام اذان میں سنا اور اپنے انگوٹھوں کے ناخن چومے اور اپنی آنکھوں پر ملے، کبھی اندھا نہ ہوگا۔ اور "شامی"[1] باب الاذان میں ہے کہ پہلی شہادت پر یہ کہنا مستحب ہے: "صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله" اور دوسری شہادت پر یہ کہے: "قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ الله" پھر اپنے انگوٹھوں کے ناخن اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے "مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصْرِ" تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔ اسی طرح "کنز العباد" میں ہے اور اس

(۱)- ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، ج:۲، ص:۶۸-

کے مثل ''فتاویٰ صوفیہ'' میں ہے، اس کی پوری بحث ''بحر الرائق'' کے حواشی ''رملی'' میں ہے جو کتابوں کا حوالہ دیتے ہوئے اس عمل کو مستحب فرمایا۔

''مقاصدِ حسنہ'' میں محمد شمس ابن صالح مدنی سے روایت کیا امام امجد نے (یہ متقدمین(۱) علماے مصر سے ہیں)، فرماتے تھے کہ جو شخص اذان میں حضور علیہ السلام کا نامِ پاک سنے تو اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے کو جمع کرے اور ان دونوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے تو کبھی آنکھ نہ دکھے گی۔ پھر فرمایا کہ بعض مشایخ عراق و عجم نے فرمایا کہ جو یہ عمل کرے تو اس کی آنکھیں نہ دُکھیں۔ مولانا جمال ابن عبد اللہ ابن عمر مکی قدس سرہ اپنے فتوے میں فرماتے ہیں کہ اذان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام شریف سُن کر انگوٹھا چومنا اور آنکھوں سے لگانا جائز بلکہ مستحب ہے۔ ''تفسیر روح البیان'' سورہ مائدہ میں ہے کہ یہ عمل حدیث مرفوع سے ثابت نہیں لیکن محدثین اس پر متفق ہیں کہ حدیث ضعیف پر عمل کرنا رغبت دینے اور ڈرانے کے موقع پر جائز ہے۔ حدیث صحیح نہ ہونے سے ضعیف ہونا لازم نہیں آتا ہے، کیوں کہ صحیح کے بعد حسن کا درجہ باقی رہتا ہے تب بھی عمل

(۱)-دلیل قرآن و حدیث سے لانے کی ضرورت نہیں ہے جب کہ علما و صلحا کا اس عمل پر اجماع ہے، ورنہ لاکھوں عمل علما و صلحا کے کتابوں میں ہیں، سب حرام ہو جائیں گے۔ پس منکر کو کہنا چاہیے کہ جس چیز کی حرمت کتاب اللہ سے ثابت نہیں ہے، اُس کو حرام کہنا اللہ و رسول پر افترا کرنا ہے۔ بقولہِ تعالیٰ: '' اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ''(سورۃ یونس، آیت:۶۹) [سید شاہد قمر الہدیٰ قدس سرہ]

کرنے کے لیے کافی ہے۔

روایت: طبرانی و ابو نعیم و ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے زمین پر تشریف لائے تو ان کو نہایت وحشت تھی۔ اس حال میں رویا کرتے تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے بہ آوازِ بلند اذان کہی۔ جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلَ اللّٰهِ پر پہنچے تو حضرت آدم علیہ السلام کو اس نام سے انسیت ہوئی اور وحشت دفع ہوئی۔

روایت: اور حاکم، بیہقی و طبرانی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام مرتکب لغزش کے ہوئے تو توبہ کے قبول ہونے میں پریشان تھے۔ اُن کو یاد آیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی روح مجھ میں پھونکی تھی تب میں نے سر اٹھا کر دیکھا تھا تو عرش پر لکھا دیکھا لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ اس سے میں نے جانا کہ کسی کی قدر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر نہیں، کیوں کہ اللہ پاک نے اپنے نام کے ساتھ اُس کے نام کو مِلایا ہے۔ اب تدبیر یہ ہے کہ بحق اُس شخص کے سوال مغفرت کروں تو یہ دُعا کی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَن تَغْفِرْلِيْ.[1]

اللہ تعالیٰ نے بخش دیا اور وحی بھیجی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تم نے کہاں سے جانا۔

(۱)-اے اللہ میں تجھ سے تیرے بندۂ خاص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں مغفرت چاہتا ہوں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے تمام واقعات کو ظاہر کیا۔ حکم ہوا کہ اے آدم! یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبرِ آخر الزماں تیری ذریت میں سے ہیں۔ اگر ان کی پیدائش منظور نہ ہوتی تو میں تجھ کو پیدا نہ کرتا۔ (۱)

"تفسیر زاہدی" میں ہے کہ حضرت آدم کے آنسوؤں سے جو قطرے زمین پر گرے اُس سے حنا اور زعفران اور ہر سرخ رنگ کی چیز پیدا ہوئی اور جو دریا میں گرے اُس سے موتی اور جواہر اور جو پہاڑ پر گرے اُس سے یاقوت و فیروزہ، نقرہ و طلا پیدا ہوئے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بھی اُسی نورِ مجسم کی برکت تھی جو پیشانیِ آدم علیہ السلام میں امانت رکھا گیا تھا۔ عطریت خاصہ اُس کا ہے کہ آپ کا بدن مبارک مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ یہاں تک کہ اگر کسی راستہ سے آپ تشریف لے جاتے، لوگ آپ کے پسینے کی خوشبو کے سبب سے جو ہوا میں پھیلی ہوئی تھی معلوم کر لیتے تھے۔

ابھی اِس راہ سے کوئی گیا ہے　　　کہے دیتی ہے خوشبو اِس ہوا کی

اے عزیزو! اگرچہ تیرہ سو سال کا زمانہ گزرا ہے، آج بھی مدینہ طیبہ جا کر دیکھو، واللہ گلیاں وہاں کی مہک رہی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱)-مستدرک، ج:۲، ص:۶۱۲، بیہقی، حدیث نمبر ۳۲۱۳۸-

نعت

اے گُل سے گال والے، سنبل سے بال والے
لب ہائے لعل والے، چشمِ غزال والے

اے نورِ کبریا کے فرخندہ فال والے
قدموں پہ ہیں تصدق یوسف جمال والے

روح الامیں سا خادم مولا علی سا بھائی
حسنین سے نواسے، زہرا سے آل والے

اُمت کی اپنی خاطر رو رو کے کیں دعائیں
دیکھے نہ ایسے اب تک نازک خیال والے

بخشا لیا خدا سے اِک دم میں عاصیوں کو
معجز خصال والے، شیریں مقال والے

اے سرورِ دو عالم وے راحتِ مجسم
حیراں ہیں معجزوں پر سارے کمال والے

واعظ! تری نصیحت ہرگز نہیں سنوں گا
اُلفت میں اُن کے کامل ہیں وجد حال والے

مطلوب ہیں خدا کے، محبوب کبریا کے
ہر آن ذاتِ حق کے قرب و وصال والے

وہبیؔ(1) مقابلہ میں یارانِ مصطفیٰ کے
پڑھتے ہیں اُن کا کلمہ جاہ و جلال والے

"تفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء" میں روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے کر ملک شام سے ہجرت فرمائی تو پہلے مصر میں آئے۔ یہاں کا بادشاہ نہایت جابر و سرکش تھا۔ اس بادشاہ کا نام رقیون تھا۔ اور یہی شخص سب سے پہلے ملقب بہ فرعون ہوا ہے اور وہ بابل کا ایک دانش مند حکیم تھا، بوجہِ افلاس بابل سے مصر میں آیا اور ارکینِ سلطنت میں داخل ہوا۔ اُسی کے عہدِ سلطنت میں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام و حضرت سارہ رضی اللہ عنہا مصر میں آئے تھے۔ اُس نے بوجہِ شہرتِ حسن و جمال حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو گرفتار کرایا تھا۔ باغازؔ نام کی اُس کی ایک بیٹی تھی۔ (باغاز کا ترجمہ عربی میں ہاجرہ رضی اللہ عنہا ہے) ۔ بادشاہ نے جب حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی کرامات اور خوارق عادات دیکھے تو، اپنی بیٹی کو بوقت رخصت حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے روبہ رولا کر بہ انکسار تمام عرض کیا کہ اس کو لونڈی سمجھ کر خدمت میں رکھیں، جیسا کہ "صفر النساء" تاریخ معتبر یہودیوں میں موجود ہے۔ اور بی سلومہ اسحاق نے باب ۱۶/ پیدائش درس اول میں لکھا ہے کہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا فرعون کی بیٹی تھیں۔ جب اُس نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے کرامات کو دیکھا تب اُس نے ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو پیش کر کے کہا، یہ خدمت میں رہے۔

(۱)- حضرت وہبیؔ مولف کتاب کے برادرِ طریقت تھے۔ [سید شاہ قمر الہدیٰ قدس سرہ]

حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے قبول کیا اور رخصت ہوئے۔ اسماء الرجال میں نام والدہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کا نام آجر لکھا ہے اور ایک روایت میں ہاجرہ بھی لکھا ہے۔ وہی ہاجرہ ملک رقیون کی بیٹی ہے جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے عقد میں لائے۔ اُن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

نسب نامہ آں حضرت ﷺ

روایتِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے قوم جرہم میں دو مرتبہ نکاح کیا۔ پہلی بیوی کو بہ ایمائے والد مطلقہ فرمایا۔ اُن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ مگر مسماۃ رعلہ بنت مقاض[1] زوجہ ثانیہ سے گیارہ بیٹے پیدا ہوئے۔ اگر چہ تمام اولاد قوم میں سردار تھے، لیکن قیذر و ثابت یہ دونوں بڑے نام ور تھے۔ چناں چہ ہمارے حضور ﷺ بنی قیذر سے ہیں۔ ”دُرج دُرر“ میں ہے کہ نور محمدی ﷺ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے قیذر میں آیا اور اُن سے عہد نامۂ حفاظت لکھوایا گیا اور اس کو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے تابوت سکینہ میں قیذر کے سپرد کیا۔ بعد چندے یہ خیال ہوا کہ حسب نسب کا کمال اولادِ اسحاق علیہ السلام میں منحصر ہے، اس لیے اس قوم کی عورتوں سے مکرر نکاح کیے، مگر اس نور سراسر سرور نے انتقال نہ کیا۔ آخر کار مسماۃ غاضرہ عربیہ سے نکاح کیا، وہ نور اس سے منتقل ہوا۔ بعد ازاں قیذر نے چاہا کہ تابوتِ سکینہ کھولوں، غیب سے آواز آئی کہ تم کو اجازت نہیں ہے۔ یہ امانت کنعاں میں جاکر یعقوب ابن اسحاق علیہما السلام کے سپرد کرو۔ چناں چہ قیذر نے تابوت سکینہ کو

---

(۱)- مدارج النبوۃ، ج:۱، ص:۱۳۷ تا ۱۳۸۔ ان کا نام بنت مضاض بن عمرو بن الجرہمی بتایا گیا ہے اور بعض حضرات نے سلمیٰ بنت الحارث بن مضاض بتایا ہے۔

اپنی پیٹھ پر لاد کر پیادہ پا جانب کنعاں روانہ ہوئے۔ شہر کنعاں کے متّصل تابوت سکینہ سے ایک آواز نکلی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اس آواز کو سن کر مع اپنے بیٹوں کے استقبال کے لیے روانہ ہوئے اور قیذر سے ملاقی ہوئے۔ اور تابوتِ سکینہ لیا اور فرمایا کہ آج کی رات مسماۃ غاضرہ سے ایک بیٹا پیدا ہوا ہے، اور آفتابِ نور محمدی برج حمل سے طالع ہوا ہے۔ جب قیذر گھر آئے تو دیکھا کہ فی الحقیقت حمل نامی بیٹا اُن کے گھر میں پیدا ہوا ہے، پھر حمل جوان ہوئے تو قیذر حمل کو بوقبیس پر لے گئے اور بہ طریق وصیت ایک اقرار لے کر وفات پائی، پھر وہ نور مطہر حمل سے نبت میں اور اُن سے تمیع میں، اُن سے اُود میں، اُن سے ادیان میں، اُن سے معمد میں، اُن سے طرار میں، اُن سے مُضر میں، اُن سے الیاس میں، اُن سے بدر میں، اُن سے کنانہ میں۔ یہ موصوف بہ صفت حسنہ تھے۔ آخر عمر میں اولاد کو بہت وصیتیں کیں اور تاکید کی کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارحامِ طاہرہ میں منتقل کرتے رہنا، اُن سے نضر میں، کنیت ان کی ابو نضر ہے۔

روایت ہے کہ ابن کنانہ ایک روز سوتے تھے کہ کسی نے پکارا، یا نضر تجھ کو اختیار دیا گیا ملک ظاہری اور عزت سرمدی کی۔ اہل تاریخ لقب ان کا قریش بیان کرتے ہیں۔ [قریش ایک دریائی جانور ہے کہ مچھلیاں کھایا کرتا ہے اور اس کو کوئی نہیں کھاتا ہے۔ جب نضر نے اکثر قوم عرب میں غلبہ پایا تب ان کو قریش کہنے لگے] اُن سے مالک میں، اُن سے فہر میں، اُن سے غالب

میں، اُن سے لوی میں، اُن سے مغیرہ میں، اُن سے عمر میں جو ملقب بہ ہاشم تھے، اُن سے عبد المطلب میں، اُن سے عبد اللہ [1] میں جو والد ماجد تھے محمد رسول اللہ ﷺ کے [2] الصلوٰة والسلام عليك يا حبيب الله و يا خير خلق الله.

روایت ہے کہ ایک دن عبد المطلب نے خواب دیکھا کہ ایک نورانی زنجیر نکلی اُس میں چار طرفیں ہیں، اُس نے تمام زمین و آسمان، مغرب و مشرق، جنوب و شمال کو گھیر لیا، پھر درخت سرسبز ہو گئے، اُس کے نیچے دو شخص سائے میں کھڑے ہیں۔ ایک نے اپنا نام نوح بیان کیا، دوسرے نے ابراہیم اور کہا کہ مژدہ ہو تجھ کو اے عبد المطلب! یہ دیکھ کر عبد المطلب جاگ پڑے اور لرزاں و ہراساں قریش کے کاہنوں سے جا کر تعبیر پوچھی۔ کاہنوں نے کہا:

---

(۱)- "انما المشركين نجس" حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں ہمیشہ ارحامِ طاہرہ میں منتقل ہوتا رہا ہوں۔ بایں وجہ علمائے حق کا فتویٰ ہے کہ حضور ﷺ کے آبا و اجداد شرک کی نجاست سے پاک رہے۔ [سید شاہ قمر الہدیٰ قدس سرہ]

(۲)- وعن علي بن أبي طالب رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال " خرجت من نكاح ولم أخرج من سفاح من لدن آدم إلى أن وَلَدني أبي و أمي ولم يصبني من سفاح أهل الجاهلية شئ" رواه الطبراني في الأوسط و أبو نعيم و ابن عساكر.

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "آدم علیہ السلام سے لے کر میرے ماں باپ کے مجھے جنم دینے تک میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں بدکاری سے نہیں اور مجھے دورِ جاہلیت کی کوئی خرابی نہیں پہنچی۔ (الاوسط، ج:۸، ص:۲۱۴)

اے عبد المطلب! تیرے صلب سے ایسا شخص پیدا ہو گا جس پر تمام اہلِ آسمان و زمین ایمان لائیں گے اور ایک قوم کے لیے باعثِ رحمت ہو گا اور دوسری قوم کی خرابی کا سبب ہو گا۔ اس خواب کے واقع ہونے کے بعد عبد المطلب نے مسماۃ فاطمہ مخزومہ بنت عمر مخزومی سے نکاح کیا۔ اُن سے حضرت عبد اللہ پیدا ہوئے۔ جب عبد اللہ جوان ہوئے تو بڑے پاک طینت اور پہلوان تھے اور تیر اندازی میں بڑی شہرت رکھتے تھے۔ از بس خلیق و کریم و جمیع صفات و کمالات ہوئے۔ اُن کے حسن و جمال کا ایسا شہرہ ہوا کہ صنادید قریش سے ہر شخص آرزو رکھتا تھا کہ اپنی بیٹی کا نکاح اُن سے کر دے اور عبد اللہ کی پیشانی میں نورِ محمدی ﷺ چمکتا تھا اِس لیے بہت خوب صورت تھے۔ سب لوگ انھیں چاہتے تھے۔[1] الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ ﷺ

نعت

نورِ محمدی کی وہ پھیلی ہے روشنی
حسنِ ازل کا جلوہ نمایاں ہے ہر گھڑی
پروانہ وار اُس پہ فدا روح ہوتی ہے
شمعِ جمالِ پاک جو ہوتی ہے مُنجلی
اک ذرہ اُس کے حسن کا یوسف کا تھا جمال

(۱)-دلائل النبوۃ، حدیث نمبر ۷۱ تا ۷۵۔

ممکن نہیں کرے کوئی اُس کی برابری
خالق ہی جس کا شیدا ہو پھر کیوں نہیں بشر
دل سے فدا ہو دیکھ کے اُس مہ کی دلبری
بے مثل و بے مثال و یکتا ہے شاؔکرا!
دونوں جہان میں مِرا محبوب ایزدی

روایت ہے کہ نورِ محمدی ﷺ عبداللہ کی پیشانی سے چمکتا تھا۔ اہلِ کتاب اس نشان و دیگر علامات سے جانتے تھے کہ پیغمبرِ آخر الزماں اُس کے صلب سے ظاہر ہوں گے۔ اس سبب سے وہ لوگ حضرت عبداللہ سے عداوت رکھتے تھے۔ چناں چہ حضرت عبداللہ ایک دن شکار کو گئے۔ وہاں اہلِ کتاب کے نوّے آدمی بہ ارادۂ قتل جانب شام سے آئے تھے۔ وہب ابن مناف بھی اُس جنگل میں دوسری طرف شکار کھیلتے تھے۔ یہ دیکھ کر چاہا کہ میں عبداللہ کی اعانت کروں۔ یک بیک چند سوار ابلق گھوڑوں پر سوار جن کی صورت اس دنیا کے لوگوں کے مشابہ نہ تھی، وہ غیب سے ظاہر ہوئے اور اس گروہ بے شکوہ کو عبداللہ سے دفع کیا اور سب ہلاک ہوئے۔ وہب ابن مناف نے عبداللہ کے ساتھ مددِ غیبی دیکھ کر اس وقت سے چاہا کہ اپنی بیٹی آمنہ کا عبداللہ سے عقد کروں۔ اپنے گھر میں آکر اقارب سے مشورہ لیا سب لوگوں کی رائے مطابق ہوئی۔ تب مسماۃ ہرہ زوجہ وہب نے عبدالمطلب کو پیغام بھیجا۔ وہ اس تلاش میں تھے کہ اگر کوئی عورت عفیفہ باحسب و نسب نظر پڑے تو عبداللہ کا عقد

کروں۔ جب آمنہ بنت وہب کو بہ صفات حمیدہ متّصف پایا، بلا تامل راضی ہوئے اور نکاح کا پیغام دیا اور بہ مقام شعب ابی طالب میں عقد سے فراغت ہوئی۔ ﷺ

''شواہد النبوۃ'' میں مرقوم ہے کہ حاکمِ شام کی بیٹی جو حسن و جمال میں یکتا تھی، اس نے علم کہانت سے یہ معلوم کر لیا تھا کہ عن قریب عبد المطلب کے فرزند کی نسل سے مکہ میں خاتم الانبیا تولد ہوں گے۔ اس لیے وہ نازنین بڑے احتشام سے مکہ میں آئی اور ایک روز عبد اللہ کو اپنے مکان میں لا کر بہ تعظیم بٹھلایا۔ نورِ محمدی ان کی پیشانی میں چمکتا تھا، دیکھ کر مفتوں ہوئی اور اپنے نکاح کا ارادہ ظاہر کیا۔ عبد اللہ نے کہا، بغیر والد کی اجازت کے ہم نکاح نہیں کر سکتے۔ یہ کہ کر گھر چلے آئے، اور بہ مشیتِ ایزدی وہ نورِ مطہر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا میں جلوہ گر ہوا۔ صبح کو عبد اللہ والد سے اجازتِ نکاح لے کر اس کے پاس تشریف لے گئے۔ یہ عورت کاہنہ بڑی فصیحہ اور صاحبِ جمال و عصمت تھی۔ اس نے ایک آہ کھینچ کر کہا میں نے نورِ محمدی ﷺ تیری پیشانی میں چمکتا دیکھ کر چاہا تھا کہ جس طرح ہو اس کو میں لوں، مگر خدا نے نہیں چاہا۔ اب مجھ کو نکاح کی ضرورت نہیں ہے۔ اے عبد اللہ! سچ بتا کیا معاملہ ہے؟ عبد اللہ نے اپنے نکاح کا تذکرہ کیا۔ اُس نے کہا: اے عبد اللہ! اپنی بیوی کو مطلع کر۔

آمنہ خوش ہو تو یہ سُن کے خبر
حاملہ تو ہوئی بخیر بشر

اب تجھ کو حفاظت کرنا ضرور ہے۔ اہل سیر کے نزدیک شبِ جمعہ اوسط ایام تشریق میں نور محمدی ﷺ کہ پیشانیِ عبداللہ میں چمک رہا تھا، منتقل ہوا، یعنی حضرت آمنہ حاملہ ہوئیں، اسی سبب سے حضرت امام حنبل رضی اللہ عنہ کے نزدیک شبِ جمعہ نزولِ خیر وبرکت میں لیلۃ القدر سے افضل ہے۔ [1]

روایت ہے "مدارج النبوۃ" میں کہ اُس رات تمام آسمان کے طبقوں میں اور زمین کے بقعوں میں خوش خبری دی گئی کہ آج کی رات نورِ محمدی ﷺ حضرت آمنہ کے رحمِ مبارک میں قرار پایا اور فرشتوں کو حکم ہوا کہ تمام عالم کو منور کریں۔ رضواں کو ارشاد ہوا کہ بہشت کے دروازے کھول کر مشامِ جبروت و لاہوت کو معطر کریں۔ مالک دوزخ کو حکم ہوا کہ دوزخ کو آج کی رات ٹھنڈا کر دے۔ تخت شیطان کہ بین السماء والارض معلق ہوا پر تھا الٹ گیا۔ وہ مردود چالیس رات و دن بو قبیس پر بہ حالت اضطراب واویلا کرتا رہا۔ پھر ایک فرشتہ نے اس کو دریا میں غوطہ دیا اور منہ کالا کیا تو ذریات ابلیس نے سبب پوچھا، وہ مردود بولا کہ خرابی ہوئی ہماری تمھاری جو کبھی نہیں ہوئی تھی۔ آج کی رات آمنہ زوجہ عبداللہ نور پیغمبر آخر الزماں ﷺ سے منور ہوئیں۔ یہ ایسا شخص ہوگا کہ اس کے باعث سے لات و منات کی عبادت موقوف ہو جائے گی۔ جملہ ادیان منسوخ ہوں گے۔ شرک وکفر، زناکاری، قماربازی ونشہ خوری کو منع کرے گا، جو نہ مانے گا اسے سزا دے گا۔ ہماری آمد و رفت آسمان پر نہ

---

(۱)-البدایۃ والنہایۃ، ج:۲، ص:۲۶۱-

ہوگی، جب قصد کریں گے فرشتے انگارے پھینکیں گے۔ علمِ کہانت و غیب ایک قلم نہ رہے گا۔ تمام عالم عدل و انصاف سے معمور ہو جائے گا۔ روے زمین پر مساجد حق ہو کر عبادتِ حق سے آباد ہوں گی۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔

نعت

تاباں جو خلق میں ہوا نورِ محمدی — عالم سے کفر و شرک کی ظلمت ہوا ہوئی
سارا جہان عالمِ انوار بن گیا — نورِ خدا سے ہو گیا ہر ذرہ منجلی
خورشیدِ برجِ ہستیِ مطلق ہوا طلوع — ہر سمت دو جہاں میں ضیا اُس کی چھاگئی
اُس کی ضیائے عکس سے پیدا ہوئے تمام — ارض و سما و جملہ کواکب میں روشنی

انسان و جن کی آنکھ میں اُس کے ہی نور کا
پرتو ہے شاکرا، کہ وہ ہے جس سے دیکھتی

روایت ہے کہ جس رات نور محمدی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بطن پاک آمنہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کو منور کیا اور سپہرِ[1] رسالت کا بُرجِ حمل میں آیا اس کی صبح کو بُت منہ کے بل گرے شیاطین صعود[2] فلک سے بند کیے گئے۔ بادشاہوں کے تخت الٹ گئے، نوشیرواں کا محل زلزلے میں آیا، چودہ کنگرے اس کے گر پڑے، آتش کدۂ فارس جو ہزار سال سے روشن تھا، بجھ گیا۔ حضرت احدیت سے ارشاد ہوا۔ اے ملائکِ ارض و سما آج تمام عالم کو منور کرو، چناں چہ کوئی گھر نہ تھا جو

(۱)-سپہر: آسمان-
(۲)-صعود: چڑھنا-

نورانی نہ ہوا ہو، کوئی جانور نہ تھا جو گویائی میں نہ آیا ہو۔ مشرق سے مغرب تک وحوش و طیور نے خوشیاں کیں، جبروتی و لاہوتی شادیانے خوب بجے۔ ان دنوں بہ وجہ قحط و خشک سالی کے قریش پر بڑی سختی تھی۔ حضرت محمد ﷺ کی برکت سے خوب پانی برسا، تمام عالم سرسبز ہو گیا اور سارے حیوانات و نباتات پر ایک نور چھا گیا۔ [1]

روایت: ابو نعیم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس رات میں اہلِ قریش کے جانور اور مویشی نے قدرتِ گویائی پاکر خوشی میں پکار پکار کے کہا کہ قسم ہے پروردگار کی آمنہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ میں خدا کا رسول ہے، تمام دنیا کا امام اور سارے خاندان کا چراغ اور عہدِ نبوت کا سرتاج ہے۔

حضرت آمنہ سے منقول ہے کہ میں واقف نہ تھی کہ میں حاملہ ہوں، نہ کبھی مجھ کو کچھ بوجھ معلوم ہوا اور نہ طبیعت بدمزہ ہوئی جیسا کہ عورتوں کو ہوتا ہے۔ ایک روز میں کچھ جاگتی تھی اور کچھ سوتی تھی۔ ایک آواز آئی، کوئی کہتا ہے تو حمل سے ہے اور تیرے حمل میں بہترین خلائق ہے۔ اُس وقت سے میں نے جانا کہ میں حمل سے ہوں اور مدتِ حمل تک ہر مہینہ آسمان سے یہ آواز آتی تھی کہ اے آمنہ تجھ کو مبارک ہو کہ ابوالقاسم کے ظہور کا دن نزدیک آپہنچا۔ [2]

اور یہ بھی فرماتی ہیں کہ میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ ایک نور مجھ سے جدا ہوا

---

(۱)-اسی لیے س سال کا نام قریش نے "الفتح والابتہاج" رکھا۔
(۲)-دلائل النبوۃ، حدیث نمبر:۷۸/صحیح ابن حبان، ج:۸، ص:۱۰۶/البدایۃ النہایۃ، ج:۲، ص:۲۶۴

جس سے تمام عالم منور ہو گیا۔ میں نے بصرہ کے محلوں کو دیکھا اور ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے "اَنْتِ حَامِلَةٌ لِسَیِّدِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فَاِذَا وَضَعْتِ فَسَمِّیهِ مُحَمَّدًا" یعنی تو حاملہ ہے اُس سے جو اس امت کا سردار ہے، جب پیدا ہو، تو اس کا نام "محمد" ﷺ رکھنا۔ (۱)

نعت

شہِ لولاک کے ایسا نہیں پیارا کوئی	اُن کے ایسا نہیں محبوب خدا کا کوئی
رخِ انور پہ ہوا حسنِ ازل خود مائل	دونوں عالم میں حسیں ہے نہیں ایسا کوئی
شبِ معراج خدا نے یہ فرشتوں سے کہا	جُز محمد نہیں محبوب ہمارا کوئی
وہ شہنشاہ مِرا گر نہیں لاتا تشریف	بخدا خلق میں پیدا نہیں ہوتا کوئی
آج عالم میں وہی جانِ جہاں آیا ہے	جس پہ مفتوں ہے کوئی اور ہے شیدا کوئی
لبِ لعل اُس کا گہر بار نہ ہوتا جو اگر	کیسا اللہ ہے، ہرگز نہ سمجھتا کوئی
ایسے محبوب پہ جاں اپنی تصدق کر دوں	اب نہیں اس کے سوا میری تمنا کوئی

آج شاکر کی بھی امید بر آئے یارب
ہے کھڑا دیر سے محرومِ تمنا کوئی

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ جب مجھ کو دردِ زہ شروع ہوا تو میں نے ایک آواز سنی اور ڈر گئی۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک پیالہ سفید شربت سے بھرا ہوا رکھا

(۱) المستدرک، ج:۲، ص:۲۰/البدایہ والنہایہ، ج:۲، ص:۲۶۴-

ہے۔ میں نے سمجھا کہ دودھ ہے، میں پیاسی تھی، پی لیا کہ دل کو اطمینان ہو۔

روایت ہے کہ آں حضرت ﷺ پورے نو مہینے نہ کم نہ زیادہ ماں کے پیٹ میں رہے اور تاریخ بارہویں ربیع الاول دوشنبہ کے دن بوقت صبح صادق حبیب حضرت حق ﷺ مختون [۱] و مستور مستقبل قبلہ [۲] دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اور سر آسمان کی طرف اٹھائے مثل آفتابِ تاباں عالم میں جلوہ فرما ہوئے۔

پیدا ہوا جس دن سے محمد سا نبی ہے
یہ شادیِ میلادِ رسولِ عربی ہے
تعظیم کھڑے ہو کے بجالاؤ ادب سے
اِس کام کا انکار بڑی بے ادبی ہے

(۱)۔ مختون: ختنہ کیا ہوا۔
(۲)۔ مستقبل قبلہ: قبلہ رو، قبلہ کی طرف منہ کرنے والا۔

قیام(۱)

صبحِ عشرت ہوئی جو جلوہ نما　　روئے خورشید سے نقاب اٹھا
کنزِ مخفیہ خلق میں آیا　　شہ گداؤں کے دلق میں آیا

(۱)-قیام: ارشادِ خداوندی ہوتا ہے: "مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا" جو رسول حکم فرمائیں کرو اور جس سے منع فرمائیں رک جاؤ۔ پس قیام میلاد کا نہ حکم ہوا اور نہ منع کیا گیا۔ اگر حکم ہوتا تو فرض یا واجب یا سنت ہوتا اور اگر منع ہوتا تو حرام یا مکروہ یا تنزیہی ہوتا۔ پس نہ ضروری اور نہ گناہ بلکہ مباح رہا اور مباح فعل اگر اچھی نیت سے کیا جائے تو مستحب و مستحسن ہو جاتا ہے۔ (شامی و بحر الرائق)

مسلم شریف کی حدیث مجلسِ میلاد کے بیان میں لکھی گئی۔ مانعین قیام مجلس بتائیں کہ کہاں اللہ و رسول نے منع فرمایا ہے۔ مانعین کی اپنی شریعت ہے۔

"اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ"

جو افترا کرتے ہیں اللہ پر جھوٹ کا نہیں فلاح پائیں گے۔

سیکڑوں عمل جو صدر اول میں نہ تھے اور اب ہزاروں ہوتے ہیں اور سب علما ان پر عامل ہیں وہ سب ثواب اور ذکر میلاد و قیام گناہ؟

دوسری دلیل: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ" رسولِ مدنی کی تعظیم و توقیر کرو۔

اس آیتِ کریمہ سے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عظمت ثابت ہے اور جب معلوم ہو گیا کہ آپ کی تعظیم و توقیر منصوص تو یہ قیام بھی چوں کہ مقید بہ تعظیم شان رسول ہے، مستحسن ہو گا۔ لہٰذا یہ قیام صدر اول میں منقول نہ ہونے سے بدعت ضلالت نہ کہا جائے گا، بلکہ یہ قاعدہ شرعیہ کے تحت داخل ہونے کے باعث مستحسن ہی ہو گا اور جب کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم مطلوب ہے تو یہ قیام مجلس میلاد تعظیم و توقیر کا ایک فرد ہے۔ اور مطلق فرد کا وجود کسی خاص ہی فرد میں پایا جاتا ہے، لہٰذا وہ تعظیم مطلق مجلس میلاد کے قیام میں مقید پایا گیا، اِسی وجہ سے علامہ ابن حجر مکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ "مولود کبیر" میں اور

صاحب ''سیرت حلبی'' و ''تفسیر روح البیان'' و ''عقد الجواہر'' میں اس مجلس وقیام کے استحسان پر تصریح فرمائی۔ ''امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''حسن المقصد'' میں کہتے ہیں کہ اس مجلس کو تخصیص و تعیین کے ساتھ بہ ہیئت کذائیہ ایک عادل بادشاہ نے جاری کیا اور اس میں اللہ کی نزدیکی کا ارادہ کیا اور اس میں علما و صلحا حاضر ہوئے اور کسی نے انکار نہ کیا، اس اجماع کے پچاس سال کے بعد ملا فاکہانی نے مخالفت کی اور اب اس کی جماعت مخالفت کرتی ہے۔

آیت: '' تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ '' سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کا حکم صادر فرمایا اور تعظیم کی تفصیل بیان نہ کی بلکہ مبہم چھوڑ دیا ہے۔ پس صرف اس صورت سے تعظیم منع ہے جس صورت سے تعظیم کرنے کی شریعت نے ممانعت فرمائی ہے۔ اس کے علاوہ ہر صورت سے تعظیم کرنا خواہ عربستان کے اصول پر یا ہندوستان و پاکستان کے طور پر ہو درست اور جائز ہوگا۔ چونکہ قیام کی صورت میں تعظیم کرنے کی شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے، اس لیے قیام تعظیمی بلا شبہہ جائز ہے۔

اور صاحبِ میرد رحمۃ اللہ علیہ نے: '' تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ '' کی تفسیر میں لکھا ہے ''اَيْ تُبَالِغُوْا فِيْ تَعْظِيْمِهِ صلى الله عليه وسلم ''یعنی مبالغہ کرو حضرت کی تعظیم میں۔ بناءً علیہ محبین امت نے بطور تعظیم یہ کیا کہ جو کام کسی بادشاہ یا امیر کی آمد کی عین حالت میں بطور تعظیم کیا جاتا ہے وہ آپ کے ذکر قدوم میں کیا گیا۔ اس پر کوئی اعتراض شرعی نہیں ہے۔ یہ ایجاد ہے اور ایجاد طریقۂ آداب کا مستحسن ہے۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ جب ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سرکار کے بلانے پر اپنی سواری پر مسجد کے قریب آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا کہ اپنے سردار کی تعظیم کے لیے اٹھو اور ملاقات و تعظیم کے لیے سعید کی طرف جاؤ جس سے ان کی سرداری کی صفت جانی جائے۔

''سنن ابوداؤد'' میں ہے کہ سرکار کے لیے خاتون قیامت کھڑی ہو جاتی تھیں اور ہاتھوں کو چومتی تھیں۔

''بیہقی فی شعب الایمان'' میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مسجد میں تشریف رکھتے، جب کھڑے ہو جاتے ہم سب کھڑے ہو جاتے، یہاں تک کہ داخلِ مکان ہو جاتے۔

نجدی مذہب ملاؤں کا یہ خیال ہے کہ قیام تعظیم اللہ کے سوا کسی دوسرے کے لیے حرام یا

شرک ہے، محض غلط ہے۔ آج تک ان ملاؤں نے حدیث صحیح قیام کی ممانعت میں پیش نہ کر سکے۔ جن احادیث سے استدلال کرتے ہیں سب کی سب قابل قبول علم نہیں۔کسی کی سند ضعیف ہے، کسی کا راوی مجہول ہے، کسی حدیث کا مطلب جمہور محدثین کے خلاف بیان کرکے عوام کو مغالطہ میں ڈالتے ہیں۔ مثال کے طور پر امام ابوداؤد کی حدیث جو حضرت امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، پیش کرتا ہوں۔

حضرت امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عصا پر ٹیک لگا کر باہر تشریف لائے، پس ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح نہ کھڑے ہو جس طرح عجمی لوگ کھڑے ہوتے ہیں۔

اولاً اس حدیث میں مطلقاً قیام تعظیم کی ممانعت نہیں ہے۔ حضور کے قول و فعل سے قیامِ تعظیمی کی حدیث گزری۔ اگر بالفرض اثبات و نفی کا اجتماع ہوتا پھر بھی اثبات مقدم ہے نفی پر۔ نور الانوار بلکہ حدیث شریف میں عجمی قیام کی ممانعت ہے اور عجمی قیام کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص بیٹھا رہے اور اس کے چاروں طرف حاضرین دست بستہ کھڑے رہیں، جیسا کہ شاہانِ عجم کے ہاں رواج تھا۔

علامہ ابن قتیبہ محدث رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ جو یہ پسند کرے کہ لوگ اس کے سر کی طرف کھڑے ہوں جس طرح عجمی سلاطین کے سامنے قیام کیا جاتا تھا۔

ابن قتیبہ کی اس شرح سے ثابت ہو گیا کہ اس حدیث میں عجمی قیام کی ممانعت ہے۔ وہابیہ اہل سنت و جماعت (سنیوں) کو مغالطہ دیتے ہیں۔ علاوہ بریں اس کی سند میں ابوالعدیس ہے ایک راوی مجہول الحال ہے۔ امام طبرانی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس کی سند میں اضطراب ہے، نیز اس کی سند میں ایک راوی مجہول الحال ہے۔

اور سمجھ لو! تعظیم کے وقت معظم کا سامنے ہونا ضروری نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب تم لوگ پائخانہ پیشاب کے لیے جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ و پیٹھ نہ کرو۔ آخر میں بس اتنا کہتا ہوں کہ ہم سنیوں کو اللہ تعالیٰ نجدیت سے بچائے۔ آمین۔[سید شاہ قمر الہدیٰ قدس سرہ]

باغِ وحدت کا وہ گلِ رعنا قائلِ لا اِلٰــہ اِلَّا اَنَـا[1]

(۱)- حضرت والدی قدس سرہ مسئلہ وحدۃ الوجود کے قائل تھے۔[وحدۃ الوجود: وجود ایک اور موجود ایک ہی ہے، باقی سب اس کے ظل (یعنی عکس) ہیں۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ اول، ص:۱۷۲) اور ایک مقام پر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فرماتے ہیں: وجود ہستی بالذات واجب تعالیٰ کے لیے ہے، اس کے سوا جتنی موجودات ہیں، اسی کی ظل پر تو (یعنی عکس) ہیں تو حقیقۃً وجود ایک ہی ٹھہرا۔ ص:۱۰۹] یہ وہ مسئلہ ہے کہ کتب بینی و مباحثہ سے یقین اور اطمینان نہیں ہو سکتا ہے، حضرات مشائخ کرام ہی کی صحبت سے ہوتا ہے۔ فضلِ الٰہی شاملِ حال ہوجائے۔ حضرت شیخ اکبر علیہ الرحمہ فصوص الحکم میں فرماتے ہیں۔

لا اٰدم في الكونين ولا ابلـيس ولا ملك سليمان ولا بلقيس
فالـكل عـبارة وانـت المـعـنى يامن هو للـقلوب مقناطيـس

نہ آدم ہے ہستی میں اور نہ ابلیس اور نہ ملک سلیمان کا ہے اور نہ بلقیس، پر سب کے سب عبارت و مظہر اور تو معنیٰ و ظاہر ہے۔ اے وہ ذات پاک جو تمامی دلوں کے لیے مقناطیس ہے۔

خازن العلوم مجدد دین وملت حضرت مولانا امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ ایک متشدد و متشرع عالم ہو کر بول اٹھے۔

وہی ہے اول، وہی ہے آخر، وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن
اُسی کے جلوے اُسی سے ملنے اُسی سے اُسکی طرف گئے تھے
کمالِ امکاں کے جھوٹے نقطو تم اول آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

اور محشی قمر کہتا ہے۔

وہی وہ معنیٰ ہے بے حرف و صوت بے نقطہ
وہی ہے مدعی آپ اپنا مدعا ہو کر

ناظرین! اگر غیر وجود خدا کے دوسرا وجود مانا جائے تو دو وجود ہو جائے گا اور جب دو وجود ہو گا تو وہ اس وجود کے متصل ہو گا یا منفصل اور وجود خدا نہ کسی کے متصل اور نہ منفصل اسی اصول پر کہا جاتا ہے۔ عالم عین حق اور حق عین عالم ہے، اس علم کا نام وحدت الوجود ہے۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ عزیزیہ میں لکھتے ہیں کہ وجود مطلق وجود حق ہے اور وجود مطلق ہی موجود ہے، وہی وجود مطلق واجب ممکن ظاہر جنس میں نمایاں ہے اور عقل کہتی ہے کہ انسان حیوان ہے اور حیوان جسم

نامی ہے اور جسم نامی جسم مطلق ہے اور جسم مطلق جوہر ہے اور جوہر ایک ہستی یا حقیقت ہے۔ سلسلہ ختم ہوجانے کے بعد سمجھ میں آتا ہے کہ کل انسان ایک وجود یا ایک حقیقت ہے اور یہ بھی ماننا ہوگا کہ باہمی امتیاز بھی اسی ایک سے ہے دوسری کوئی چیز نہیں، اگر ہستی کے سوا دوسری کوئی چیز ہے تو وہ نیستی ہے اور نیستی جب خود ہی موجود نہیں تو بھلا دوسروں کو خلعت وجود کا کیا بخشے اور اختلاف و امتیاز کیوں کر پیدا کر سکے، مسئلہ وحدۃ الوجود بس اتنا ہے کہ عالم بہ لحاظ ہستی وحقیقت کے شے واحد ہے اور یہ محسوسات و موجودات اس حقیقت واحدہ کے صفات اعتباری کے مظاہر ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ بہ اعتبار حقیقت اور اصل کے کوئی مخلوق غیر خالق نہیں ہے۔ مخلوق تعینات اعتباریات کا نام ہے۔ ان کا خالق وہی اصل حقیقت مطلقہ حقانیہ ہے جس کا نام خدا ہے اور استحقاق ثواب وعذاب و مدح و ذم کا بہ اعتبار اطاعت وعصیاں کے ان تعینات کے حق میں ضروری ہے، پس جس نے لاالٰہ الا اللہ سے یہی معنی نفی غیریت حقیقیہ اور اثبات غیریۃ اعتباریہ سمجھا پس وہ مومن حقیقی ہوا اور نجاستِ شرک سے پاک ہوا۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

در بشر روپوش کشتہ آفتاب فہم کن واللہ اعلم بالصواب

صوفیاے اہل علم جو مسئلہ وحدۃ الوجود کے قائل ہیں وہ وجود حقیقی کو موجود ممتنع التعدد فی الذات مانتے ہیں۔ مخلوق کو تجلیات یا صورت یا مظہر یا کسوت غرض ہر صوفی نئے نئے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی ذات وحدہ لاشریک لہ کو تمام مظاہر میں ظاہر ہونے کے قائل ہیں مظاہر کی کوئی ذات نہیں مانتے ہیں۔ ذات صرف ظاہر کی ذات مانتے ہیں۔ مظہر کی کوئی ذات نہیں تمام مظاهر في نفسها هالكة الذات ہیں۔ كل شئ هالك إلاوجهه اس لیے ازروے ذات ظاہر و مظہر کو ایک کہتے ہیں۔ حضرت جامی اپنی کلیات میں فرماتے ہیں۔

ازروے ذات ظاہر و مظہر یکیست ولیک ازروے عقل ایں دگراں دیگر آمدہ

البتہ ذات کا ظہور مظہر اول نور مجسم ﷺ ہیں اور بالذات مانتے ہیں اور باقی میں بالواسطہ انبیاے کرام مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے اسماے ذاتیہ سے اولیاء اللہ اسماے صفاتیہ سے بقیہ کائنات صفات فعلیہ سے اور سید رسل ﷺ مخلوق ہیں ذات حق سے (مدارج) حضور ﷺ میں حق تعالیٰ کا ظہور بالذات ہے (مدارج) تمہید کے بعد فہم ادراک کے لیے توحید آسان ہوجائے گا۔ مولف کتاب کے پہلے شعر سے ذات وحدہ لاشریک مراد ہے۔ قائل لاالٰہ الا انا کا کہنا حق بہ جانب ہے جس کا منکر کھلا کافر ہے۔ اسی ذات وحدہ لاشریک کے حضور ﷺ مظہر اول واتم ہیں۔ اس مظہر میں ذات کا ظہور بالذات ہے، وحدہ لاشریک محب ہے اور اس کا مظہر اول واکمل محبوب وہ

میم کی اپنے منہ پہ کھینچ رِدا　　　سو دلوں سے جو خود ہوا شیدا
کسوتِ احمدی پہن آیا
اپنا محبوب آپ بن آیا

محب اپنے محبوب اعظم آئینۂ خدانما میں ظاہر ہوا۔ مولف فرماتے ہیں۔
کسوت احمدی پہن آیا　　　اپنا محبوب آپ بن آیا
ورنہ ان الفاظ کا اپنے معنیٰ لغویہ حقیقیہ کے اعتبار سے باری تعالیٰ سے متعلق کرنا کفر ہے۔ اگر کوئی خواہ مخواہ اعتراض کرے تو قرآن مجید کی آیتوں کو بھی کفر کہنا پڑے گا، مثلاً "وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی، فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ ۔ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ "یوں ہی احادیث نبویہ علیہ الثناء و اقوال بزرگان دین کو لکھنا شروع کروں تو ایک کتاب ہو جائے۔ ہر شخص کو یاد رکھنا چاہیے کہ صوفیاے کرام اپنی اصطلاحات مخصوص فرماتے ہیں جو معانی لغویہ کے خلاف ہوتے ہیں، اسی بنا پر ان کی اصطلاحات کے اعتبار سے اُن کے عقائد حق کے مطابق ہوتے ہیں اگرچہ معانی لغویہ کے اعتبار سے کفر ہوں۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے کہ اس جماعت کے بعض مسائل اہل ظاہر کے درک سے مخفی رہتے ہیں نہ کہ اہل کشف و باطن کے جو کوئی ان کے معانی و مراد کو نہ سمجھے اس کو اس مقام پر سکوت کرنے کو علماے حق واجب فرماتے ہیں۔ رئیس الصوفیہ شیخ اکبر کے اقوال کے متعلق ابن کمال بادشاہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ان کے معانی سے مطلع نہ ہو اس پر واجب ہے کہ سکوت کرے۔ مجددِ دین و ملت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ نے خلاصہ عقائد و شان رسالت میں لکھتے ہیں کہ مرتبہ وجود میں صرف اللہ عزوجل ہے باقی سب ظلال، اور مرتبہ ایجاد میں حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں باقی سب عکس و پرتو۔ توحید دو ہیں ایک توحید الٰہی کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے ذات و صفات و اسما و افعال و احکام سلطنت کسی بات میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ "لا الٰہ الا اللہ. لیس کمثلہ شئ" دوسری توحید رسول کہ حضور سراپا نور اپنے جمیع صفات کمالیہ میں تمام عالم سے منفرد ہیں۔

منزه عن شريك في محاسنـه　　　فجوهر الحسن فيه غير منقسم

آپ اپنی خوبیوں میں شریک سے پاک ہیں، تو آپ کا جوہرِ حسن و کمال قابلِ تقسیم نہیں۔ (قصیدہ بردہ شریف) [سید شاہ قمر الہدیٰ قادری قدس سرہ]

اے عاشقانِ روے محمدی واے شیفتگانِ گیسوے احمدی تم کواپنا نبی وشفیع ومولا مبارک ہو۔

امتو! تم کو مبارک ہو یہ مولا اپنا
دیکھ لو، جان لو، پہچان لو آقا اپنا
داغ دل میں جو ہے دکھلا گیا جلوہ اپنا
دیدۂ شوق بنا نقش تمنا اپنا
جسکے صدقہ میں ملک کے ہوئے آدم مسجود
اس نے خود چہرۂ پر نور دکھایا اپنا
ہم سیہ کاروں کو کیوں خوفِ عذابِ محشر
صاحبِ تاجِ شفاعت ہوا مولا اپنا
ہے ازل سے یہی شاکر کی تمناے دلی
واسطہ حق کا بنا لو مجھے شیدا اپنا

دیگر

آئینۂ جہاں میں وہ مہ رونما ہے آج
شکلِ نبی میں جلوۂ حق کی لقا ہے آج
انوارحسن ذات سے روشن ہے شش جہت
تاباں ہرایک ذرے میں نورِ خدا ہے آج
جامع ہر ایک حمد کی جو ذات پاک ہے
شکلِ محمدی میں ہوئی رونما ہے آج
محبوب کے طفیل میں بندوں کے حال پر
خالق کی چشم ورحمت ولطف وعطا ہے آج
خیر الوریٰ کی ہے جو تجلی جہان میں
فیض وعطا کا جام لیے برملا ہے آج

دستِ کرم سے شاہ رسالت پناہ کے　　جو جس کا مدعا ہے وہی مل رہا ہے آج

بہرِ حسین حال پہ شاکر کے ہو کرم
آیا اسی امید میں یہ بے نوا ہے آج

دیگر

یا شفیع الوریٰ مرحبا مرحبا　　اے شہِ انبیا مرحبا مرحبا
کیا پسند آئی واللہ اللہ کو　　تیری ہر اک ادا مرحبا مرحبا
کیا ہی اللہ اکبر تری شان ہے　　واہ صل علیٰ مرحبا مرحبا
للہ الحمد مدت پہ اب عارفو　　یہ پتہ ہے ملا مرحبا مرحبا
کہ بہ شانِ محمد عجب شان سے　　حق ہے خود رونما مرحبا مرحبا
آؤ دیکھو سب اپنے شہنشاہ کو　　ہے وہ جلوہ فزا مرحبا مرحبا
آج شاکر بھی ہے دل سے کہتا یہی　　یا حبیبِ خدا مرحبا مرحبا

عرضی

اے اللہ میرے! تو مالک الملک والملکوت ہے۔ آج تیرے حبیب کی ولادت کا تذکرہ ہے، حضور ﷺ کی ولادت کے ساتھ ہی تو نے کل گنہ گاروں و نافرمانوں پر سے نزول عذاب اس دن سے تو نے اٹھالیا اور اپنے انوار رحمتِ کاملہ سے کاشانۂ عالم کو تا قیامت روشن کر دیا۔ فیضان کا ابر سارے بندوں پر برس رہا ہے۔ الٰہی! تیرے سوا اللہ و معبود و رب ہمارا کوئی نہیں ہے۔

توبشان رحمت مجھ گنہ گار کی طرف نظر غفاری و ستاری فرما اور اپنے احمد مجتبیٰ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے و واسطے ہمارے دیدۂ دل سے غفلت کا پردہ اٹھادے اور نور جمال اپنا ہر تعین و تقیید میں دکھادے۔ ان صور خیالی کو اپنی تجلیات کے جمال کا آئینہ بنا، نہ حجاب دوری کی علت۔ اور ان نقوش وہمی کو ہمارے لیے دانائی و بینائی کا سرمایہ بنا نہ حجاب کوری کا آلہ۔ یارب! محرومی و مہجوری ہماری ہم سے ہے۔ ہم کو ہمارے ساتھ نہ چھوڑ "اَللّٰهُمَّ لَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طُرْفَةَ عَيْنِيْ" اور ہم کو ہماری خودی سے رہائی عطا کر کے اپنے حبیب، سید العرب والعجم، مفخر موجودات عالم، سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی الفت و محبت و قربت مرحمت فرما، اور اپنے حبیب، دردمندوں کے طبیب کی بروز حشر شفاعت نصیب کیجیو- بِمَنِّهٖ وَكَرَمِهٖ وَبِفَضْلِهٖ وَبِعِزَّتِهٖ.

یارسول [1] اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک۔ آپ سید المرسلین و محبوب رب

---

(۱)- حرفِ ندا شرح ملا میں بہ معنیٰ "ادعوا" کے ہیں اور ہندی میں ہے۔ میں پکارتا ہوں اور ضابطہ کلام عرب میں لفظ "یا" کی نسبت ٹھہر چکا ہے کہ "یا" کے ساتھ پکارا جاتا ہے، نزدیک و دور ہر طرح اب سمجھیے۔ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو اسلامی لشکر کا سپہ سالار بنا کر مقام نہاوند بھیجا جو مصر کا علاقہ ہے۔ اور مدینہ منورہ سے ایک ہزار میل غالباً ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے برسرِ منبر آنکھ سے جنگ کا معاینہ فرمایا۔ آپ نے تعلیم دی۔ یاساریۃ الجبل الجبل۔ حضرت ساریہ نے کان سے سنا اور عمل فرمایا، فاتح ہوئے۔ (مشکوٰۃ، باب، الکرامات)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سوج گیا۔ پکارا یا محمداہ! پاؤں اسی وقت اچھا ہو گیا۔ (شفا شریف)

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو یوں عرض کرتا

العالمین ورحمۃ للعالمین ہیں جس دن کہ رب الارباب کرسیِ حساب پر جلوہ فرما ہوگا اور میزانِ عدل روبہ رو رکھی ہوگی اور آتشِ دوزخ تیز کی جائے گی، اور تمامی پیغمبران وملکوت خوفِ سطوت قہاری سے گریہ کناں نفسی نفسی پکاریں گے اور اُس دن کی درازی، اور شدت گرمی اور انواع تکالیف کے سبب لوگ بہت گھبرائیں گے، کوئی کسی کا پوچھنے والا اور معین و مددگار نہ ہوگا، نگاہیں ہر شخص کی ہول وہیبت سے آسمان کی طرف ہوں گی اور حضور پر نور کو حکم ہوگا کہ اے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سر اٹھاؤ جو مانگو گے وہ پاؤ گے اور جس کی شفاعت کروگے قبول ہوگی۔ یا نبی اللہ، یا خیر خلق اللہ اُس دن میرا ہاتھ پکڑیے اور ہول حشر ونشر سے بچا لیجیے اور شفا ہماری کیجیے، آب کوثر سے سیراب فرمائیے اور لواے حمد کے نیچے جگہ دیجیے۔ یا حبیب اللہ! میرا کوئی عمل قابلِ قبولِ بارگاہ حضرت احدیت وپیش گاہ حضور صمدیت جل جلالہ نہیں ہے کہ جس پر بھروسا رکھوں، صرف حضور ہی کی نظرِ رحمت وشفاعت کا آسرا ہے۔ اے رحمتِ عالم نظرِ لطف اِدھر بھی۔

ہوں یا نبی اللہ! آپ پر سلام۔ (شفا شریف)
ایک اندھے نے درخواست کی، مدنی سرکار نے دعا تعلیم فرمائی آنکھ والا ہوگیا (ترمذی شریف)
امام بخاری وابو نعیم نے روایت کی کہ وہ اندھا اٹھ کھڑا ہوا۔ آنکھ روشن تھی۔ دعا یہ ہے: " اللهم اني اسئلك وأَتَوَجَّهُ اليك بمحمد نبي الرحمة يا محمد اني قد توجهت بك إلى ربي في حاجتي هذهِ لِتُقضىٰ لي اللهم فشفعه في. "اس حدیث کو آٹھ ائمہ حدیث نے روایت کی اور تصحیح فرمائی۔ اس حدیث سے یا محمد کی پکار ثابت ہوئی۔ [سید شاہ قمر الہدیٰ قدس سرہ]
اور محشی [حضرت سید شاہ قمر الہدیٰ] کی عادت ہے کہ تین بار کسی حاجت کو پیش رکھتے ہوئے پڑھتا ہے، جو پڑھے خوب ہے۔

سلام

يَا نَبِيْ(۱) سَلَامُ عَلَيْكَ. يَا رَسُوْلَ سَلَامُ عَلَيْكَ
يَا حَبِيْب سَلَامُ عَلَيْكَ. صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْكَ

آپ ہیں جمالِ وحدت، آپ سے شہودِ کثرت
آپ مظہرِ محبت، باعثِ ظہورِ خلقت

يَا نَبِيْ سَلَامُ عَلَيْكَ . يَا رَسُوْلَ سَلَامُ عَلَيْكَ
يَا حَبِيْب سَلَامُ عَلَيْكَ. صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْكَ

کس سے ہو تمھاری مدحت، جس کو یہ ملی سعادت
جو ذو بخشش و سخاوت، تم سے مل گئی ہے عزت

يَا نَبِيْ سَلَامُ عَلَيْكَ . يَا رَسُوْلَ سَلَامُ عَلَيْكَ
يَا حَبِيْب سَلَامُ عَلَيْكَ. صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْكَ

---

(۱)-علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ تیسیر میں فرماتے ہیں: مقدس نفوس جب جسمانی تعلقات سے آزاد ہو جاتے ہیں تو ان کو ملأ اعلا کے ساتھ اتصال ہو جاتا ہے اور ان کے لیے کوئی پردہ حائل نہیں رہتا ہے، پس وہ نفوس تمام باتوں کو سنتے اور تمام چیزوں کو مشاہدہ کرنے والے کی طرح دیکھتے ہیں۔ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ ''شرح مواہب لدنیہ'' میں فرماتے ہیں۔ امام جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ ''مہمات المعارف'' میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روح وجسم کے ساتھ آسمان وزمین میں سیر فرماتے ہیں آپ فرشتوں کی طرح نظروں سے غائب ہیں۔ یوں ہی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

علماے دیوبند کے معتمد علیہ شیخ العلما یعنی شیخ احمد بن محمد خیر شنقیضی مالکی مدنی فرماتے ہیں (المہند)۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کا بعض اوقات تشریف لانا بعض خواص کے لیے امر ممکن ہے اور اس کا معتقد غلطی پر نہیں اس لیے کہ یہ بات ممکن ہے، پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ اس عالم میں اللہ تعالیٰ کی اجازت سے جس طرح چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں۔ (المہند) [سید شاہ قمر الہدیٰ قدس سرہ]

کاشفِ سرِ معانی، مرحبا اے من رآنی
موردِ نورِ قرآنی، بخدا شیریں بیانی
يَا نَبِيْ سَلَامُ عَلَيْكَ . يَا رَسُوْلَ سَلَامُ عَلَيْكَ
يَا حَبِيْب سَلَامُ عَلَيْكَ. صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْكَ
معدنِ کنزِ خفا ہو، مطلعِ ماہِ انا ہو
مدح خواں جس کا خدا ہو، کیا کہوں تم سے کہ کیا ہو
يَا نَبِيْ سَلَامُ عَلَيْكَ . يَا رَسُوْلَ سَلَامُ عَلَيْكَ
يَا حَبِيْب سَلَامُ عَلَيْكَ. صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْكَ
دیدۂ دل میں عیاں ہو، مصحفِ ناطق بیاں ہو
تم مکینِ لامکاں ہو، جس طرف دیکھا عیاں ہو
يَا نَبِيْ سَلَامُ عَلَيْكَ . يَا رَسُوْلَ سَلَامُ عَلَيْكَ
يَا حَبِيْب سَلَامُ عَلَيْكَ. صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْكَ
آمنہ بی بی کے پیارے، چرخِ وحدت کے ستارے
امتِ عاصی تمھارے، جان و تن ہیں تم پہ وارے
يَا نَبِيْ سَلَامُ عَلَيْكَ . يَا رَسُوْلَ سَلَامُ عَلَيْكَ
يَا حَبِيْب سَلَامُ عَلَيْكَ. صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْكَ
شاؔکر خستہ تمہارا، ہے پڑا در پر بچارا
اِک نظر اس پر خدارا، ہے تمھارا ہی سہارا
يَا نَبِيْ سَلَامُ عَلَيْكَ . يَا رَسُوْلَ سَلَامُ عَلَيْكَ
يَا حَبِيْب سَلَامُ عَلَيْكَ. صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْكَ

روایت: عبدالرحمٰن بن عوف اپنی والدہ شفا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہیں کہ جس رات کو آثار وضعِ حمل نمایاں ہوئے، میں حضرت آمنہ کی خدمت میں حاضر تھی کہ جب حضرت حبیب حق ﷺ مثلِ خورشیدِ تاباں عالم میں ظہور فرمایا تو ہاتفِ غیبی کہنے لگا "یَرْحَمُكَ رَبُّكَ" اور مشرق سے مغرب تک روشنی ایسی ہوئی کہ میں نے قلعۂ روم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، اور عثمان بن اَبِی العاص کی ماں فاطمہ بنت عبداللہ ثقفیہ کہتی ہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت کے وقت میں بھی آمنہ کے پاس موجود تھی تو مجھ کو ایک نور ایسا نظر آیا جس سے تمام گھر روشن ہو گیا اور ستارگانِ آسمانی اس قدر نزدیک آ گئے کہ مجھ کو گمان ہوا کہ آمنہ پر یا مجھ پر گریں گے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت محمد ﷺ جس وقت پیدا ہوئے، سجدہ کیا اور آسمان کی طرف انگشت شہادت اٹھائی، پھر ایک ابر آیا، اُس نے آں حضرت ﷺ کو بیچ میں چھپا لیا اور میرے کان میں آواز آئی کہ کوئی کہتا ہے کہ آپ کو مشرق اور مغرب میں پھرالاؤ تا کہ تمامی مخلوق بری و بحری اور کل ملائک ارضی و سماوی و جن و بشر و حوش و طیور و شجر و حجر آپ کے نام سے واقف اور آگاہ ہو جائیں اور اپنی اصل کو بخوبی پہچان رکھیں اور تمام انبیاے سابقین کی صفات یعنی خلق و معرفت، شجاعت و خلت، فصاحت و عظمت، صبر و قناعت، و قار و تسلیم و رضا عطا کرو۔ [1]

---

(۱)-دلائل النبوۃ، ج:۱، ص:۱۱۱/الاوسط، ج:۸، ص:۲۲۰/البدایۃ والنہایۃ، ج:۲، ص:۲۶۴ تا ۲۶۶

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب یہ آواز سن چکی تو ابر کھل گیا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت پیچیدہ[1] حریر سبز میں پائے گئے کہ چشمے کے آب کے مثل اُس حریر سے پانی ٹپکتا تھا اور غیب سے آواز آئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا پر حاکم ہوئے اور تمام خلق اُن کی تابع ہو گئی اور روے مبارک ماہ چہار دہم[2] نظر آیا اور بوے مشک از فرنے دماغ کو معطر کر دیا اور تین شخص نظر آئے۔ ایک کے ہاتھ میں ابریق، دوسرے کے ہاتھ میں طشت زمرد اور تیسرے کے ہاتھ میں حریر سفید۔ ایک نے انگشتری نکالی اور سات مرتبہ دھوکر بَيْنَ الْكَتْفَيْنْ[3] مہر کر دی اور اپنی گود میں ایک ساعت رکھ کر میری گود میں دیا۔ الصلوٰة والسلام عليك يا حبيبَ الله.

نعت

آمنہ تم کو مبارک ہو یہ جلوہ دیکھو
صورتِ رحمتِ خالق کا تماشا دیکھو
چرخ لاہوت کا چمکا ہے ستارا دیکھو
قَابَ قَوْسَيْن اَوْ اَدْنٰى فَتَدَلّٰى دیکھو

(۱)–پیچیدہ: لپٹے ہوئے۔
(۲)–ماہ چہار دہم: چودھویں کا چاند۔
(۳)–بین الکتفین: دونوں شانوں کے درمیان۔

امِ ہانی ہو مبارک یہ بھتیجا تم کو
اپنی آغوش میں ماہِ شبِ اسرا دیکھو
چشم ہے صاد الف بینی و گیسو ہے لام
رخِ پر نور ہے قرآن سراپا دیکھو
قلب پر اس کے محمد کا کھنچا ہے نقشہ
دلِ شاکر ہے بنا عرشِ معلیٰ دیکھو

روایت: حضرت[1] عبد المطلب سے منقول ہے کہ شبِ ولادت

(۱)- قاعدہ کلیہ جو اصول حدیث و فقہ میں در بارۂ حدیث ضعیف کے ہے، یہ ہے کہ حدیث ضعیف کو صفات باری تعالیٰ اور تحریم و تحلیل اور اعتقادیات میں نہیں لیتے ہیں۔ البتہ معجزات و اعمال میں مقبول رکھتے ہیں۔ حدیث ضعیف کے یہ معنیٰ نہیں ہیں کہ وہ جھوٹی ہے، بے اصل ہے۔ اگر صحیح ہے تو ثواب اور اگر فرض کیا جائے کہ فی الحقیقت موضوع ہے تو بھی گناہ نہیں ہے بلکہ کچھ ثواب ہی ہوگا، کیوں کہ قاعدہ شرعیہ میں داخل ہے، جیسے اعضاے وضو کے دھونے کی دعائیں، نماز اوابین اور مسح رقبہ و روزۂ رجب وغیرہ وغیرہ ہزاروں مسائل کتب میں موجود ہیں۔ کسی عالم کا یہ کہنا کہ یہ حدیث ضعیف اس کے یہ معنیٰ نہیں ہیں کہ موضوع ہے، بنائی ہوئی ہے۔ حدیث کی قسمیں بہت ہیں۔ امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ ایک طریق سے موضوع اور دوسرے طریق سے صحیح ہو جس محدث کو اچھی اسناد سے حدیث پہنچی صحیح کہا اور دوسرے کو خراب اسناد سے پہنچی موضوع لکھا۔

ملا علی قاری و صاحب مجمع البحار اپنے موضوعات میں لکھتے ہیں کہ امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم جو کسی حدیث کو لکھتے ہیں کہ صحیح نہیں ہے، اس کے یہ معنیٰ نہیں ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے اور جس حدیث کو کہتے ہیں کہ موضوع ہے اس میں کھلا ہوا فرق ہے۔ ہاں صحیح نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ حدیث ضرور ہے اور حدیث کی قسموں میں سے کوئی قسم ضرور ہے اور ادنیٰ درجہ

حضرت محمد ﷺ کی شبِ ولادت میں میں مجاورت کعبہ میں مشغول تھا۔ جب نصف رات گزری تو کعبہ مقامِ ابراہیم پر سجدہ میں گرا اور میں نے دیکھا کہ مورتیں کعبہ کے گرد ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔ ہبل جو بہت بڑا بُت تھا، منہ کے بل زمین پر گر پڑا اور غیب سے آواز آئی کہ محمد ﷺ پیدا ہوئے۔ (۱) یہ احوال مشاہدہ کر کے عبد المطلب جانب آمنہ متوجہ ہوئے اور تمام گھر نور سے بھرا نظر آیا۔ عبد المطلب نے آمنہ کو دیکھا تو وہ نورِ تاباں آمنہ کی پیشانی پر نظر نہ آیا۔ پوچھا کہ اے آمنہ وہ نور کہاں گیا۔ فرمایا کہ میں نے بیٹا جنا ہے عبد المطلب نے بشوقِ تمام کہا کہ یہاں جلد لاؤ کہ میں اس سے مشرف ہوں۔

حدیث ضعیف ہے۔ اب حدیث ضعیف کا حکم سنیے:

تفسیر روح البیان دوسری جلد ص: ۶۲۲/ میں ہے کہ اگر حدیث ضعیف ہے تو اتفاق کل اہلِ حدیث (محدثین) کا ہے کہ حدیث ضعیف پر عمل کرنا جائز ہے، جس مقام پر نیک کام میں رغبت دلانی ہو یا بُرے کام سے ڈرانا ہو۔

صاحب حلبی وابن فخر الدین رومی وامام نووی رحمہم اللہ وغیرہ سے ثابت ہے، اسی طرح منقول فتح المبین علامہ ابن حجر میں ایسے ہے إتفق العلماء على جواز العمل بالحديث الضعيف في فضائل الأعمال. یعنی علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حدیث ضعیف پر فضائل اعمال میں عمل کرنا جائز ہے۔ [سید قمر الہدیٰ قدس سرہ]

(۱)- وُلِدَ الْمُصطَفٰى وَالْمُخْتَارُ الَّذِيْ تَهْلِكُ بِيَدِهِ الْكُفَّارُ وَيَطْهُرُ مِنْ عِبَادَةِ الْاَصْنَامِ وَيَأْمُرُ بِعِبَادَةِ الْمَلِكِ الْعَلَّامِ.

ترجمہ: مصطفیٰ اور مختار پیدا ہوئے، اس کے ہاتھ سے کفار ہلاک ہوں گے اور کعبہ بتوں کی عبادت سے پاک ہو گا اور وہ اللہ کی عبادت کا حکم دے گا جو حقیقی بادشاہ اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

پھر جب عبدالمطلب نے حضور ﷺ کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور کعبہ میں لے گئے [1] اور پناہ خدا میں سونپ دیا اور محمد ﷺ نام رکھا اور دروازۂ کعبہ پر کھڑے ہو کر شکرِ خدا ادا کیا۔ بعدہ حضور ﷺ کو بحفاظت تمام آمنہ کے پاس لائے۔ محافظت کے واسطے تاکید فرمائی اور کہا کہ آمنہ آگاہ ہو کہ فرزند سعادت مند کی شان عظیم ہوگی۔

نعت

جلوہ گر آج وہ محبوبِ خدا ہے کہ نہیں
حسنِ مطلق کی جھلک ہوش رُبا ہے کہ نہیں
عاشقو! از رہِ انصاف ذرا سچ کہنا
شکلِ احمد میں خدا جلوہ نما ہے کہ نہیں
ایک میں ہی نہیں سرشارِ مسرت ہوں آج

---

(۱)۔جس وقت حضرت عبدالمطلب آپ ﷺ کو گود میں لے کر خانہ کعبہ کے سامنے کھڑے تھے، آپ کی زبان سے یہ اشعار فی البدیہ جاری ہو گئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَعْــطَانِيْ ۔۔۔ هٰذا الْغُلَامَ الطَّيِّبَ الْاَرْدَانِ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے پاک آستینوں والا یہ بچہ عطا فرمایا۔

قَدْ سَادَ فِيْ الْمَهْدِ عَلَي الْغِلْمَانِ ۔۔۔ اُعِــيْذُهُ بِالْبَيْتِ ذِيْ الْاَرْكَانِ

یہ اپنے پالنے میں سارے بچوں کا سردار ہے، میں اسے بیت اللہ شریف کی پناہ میں دیتا ہوں۔

حَتَّى اَرَاهُ بَـالِغَ الْـبُنْـيَانِ ۔۔۔ اُعِيْذُهُ مِنْ شَرِّ ذِيْ شَنْاٰنِ

مِنْ حَاسِدٍ مُضْطَرِبِ الْعَيَانِ

یہاں تک کہ میں اس کو طاقت ور اور توانا دیکھوں، میں اس کو ہر دشمن اور ہر حاسد سے۔ آنکھوں کے گھمانے والے کے شر سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

رقص میں عرش بریں، ارض و سما ہے کہ نہیں
کیا ہی جبریل کو ہے فرطِ مسرت حاصل
دیکھیے آج وہ مصروفِ ثنا ہے کہ نہیں
بہرِ تہنیتِ میلادِ شہنشاہِ رُسُل
آج وہ بارگہِ حق میں کھڑا ہے کہ نہیں
مرحبا آج مبارک ہو یہ میلادِ نبی
در و دیوار سے پیدا یہ صدا ہے کہ نہیں
اب ہو شاکر کے بھی ایمان ویقیں کی تکمیل
کلمہ گو آپ کا شاہا یہ گدا ہے کہ نہیں

دیگر

آج برقع رخِ انور سے اٹھایا حق نے — اپنا جلوہ نئی صورت میں دکھایا حق نے
لَن تَرَانی کا ملا حضرتِ موسیٰ کو جواب — آج دیدار کی لذت کو دکھایا حق نے
یعنی لبہائے گہربار سے محبوب کے آج — مَن رَاٰنِی سرِ بازار سنایا حق نے
دستِ پر نور محمد ہے یدِ قدرتِ حق — قصۂ بیعتِ شجرہ میں بتایا حق نے
شاکرا، خواب سے غفلت کے ہو بیدار ذرا
اپنے محبوب سے ہے تجھ کو ملایا حق نے

دیگر

شہِ انبیا انبیا کو مبارک
شفا دردِ دل مبتلا کو مبارک

تجلیِ حسنِ ازل ذاتِ وحدت
ہو امت حبیبِ خدا کو مبارک
جسے کہتے ہیں شافعِ روزِ محشر
یہی ہیں ہو اہلِ خطا کو مبارک
یہ سودائے زلف چلیپائے[1] احمد
ہو آشفتۂ مصطفیٰ کو مبارک
یوں ہی دل کو شاکر کے تڑپاتے رہنا
ترے ناوکِ خوش ادا کو مبارک

ظاہر ہے کہ نامِ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اشہر اسمائے حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ہے، اصل یہ صیغہ مُفَعَّل ہے باب تفعیل سے ہے بروزن مُصَرَّف، تکریر و تکثیر اس کا خاصہ ہے، ''مطالع المسرات''میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو ہزار سال قبل از خلقت یہی نام رکھا تھا کہ یہی نام عبد المطلب کی زبان سے نکلا تھا۔[2]

ملا عباد ''حاشیہ صدرا'' میں لکھتے ہیں کہ نام مبارک سرورِ کائنات محمد

(۱)- چلیپا: خمیدہ، ٹیڑھا۔
(۲)- اہلِ قریش نے آپ سے سوال کیا کہ آپ نے کیا نام رکھا ہے تو آپ نے فرمایا، میں نے اس کا نام محمد رکھا ہے۔ تو ان لوگوں نے کہا، آپ نے اہلِ بیت میں سے کسی کے نام پر ان کا نام نہ رکھا تو آپ نے جواب دیا'' اَرَدْتُ أَنْ يَحْمِدَهُ اللّٰهُ فِي السَّمآءِ وَخَلْقُهُ فِي الْاَرْضِ '' میں نے اس لیے اس کا نام محمد تجویز کیا ہے کہ آسمانوں میں اللہ تعالیٰ اور زمین میں اس کی مخلوق اس نومولود مسعود کی حمد و ثنا کرے۔

رسول اللہ ﷺ بضم میم بولنا چاہیے اور اگر یہی نام دوسرے کا ہو تو بہ فتح میم بولنا چاہیے ﷺ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا سَيِّدُ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهِ لِتُقْضٰى لِيْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ.

قصۂ ثویبہ

روایت ہے کہ جب حضرت محمد ﷺ عالمِ بطون سے عالمِ ظہور میں تشریف لائے تو اولاً سات دن حضرت آمنہ نے دودھ پلایا، پھر ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے۔ اور ثویبہ وہ ہے جس نے حضرت محمد ﷺ کے پیدا ہونے کی خبر اور بشارت ابولہب کو پہنچائی تھی۔ اس وقت ابولہب نے اس بشارت کے انعام میں آزاد کیا اور کہہ دیا کہ جا کر دودھ پلا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابولہب کو دیکھا کہ خراب حالت میں مبتلا ہے۔ میں نے اس سے حالت پوچھی۔ اس نے کہا کہ دوشنبہ کی رات کو عذاب سے رفاہت[1] ہوتی ہے اور باقی دنوں میں عذاب میں مبتلا رہتا ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس کا سبب پوچھا، ابولہب نے جواب دیا کہ جب حضور ﷺ پیدا ہوئے تو ثویبہ نے بشارت دی، میں نے اس کے صلہ میں اس کو آزاد کیا، وہ رات دوشنبہ کی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی بروزِ ولادتِ

(۱)۔رفاہت: آرام۔

محبوبِ حضرتِ حق فرحت و سرور کا کرے تو ثواب پائے۔

قصہ ٔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد حلیمہ سعدیہ بنت ابوزویب کے دودھ سے پرورش پائی۔ طبرانی و بیہقی محدثین نے حضرت حلیمہ سے روایت کیا ہے کہ حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب میں قبیلۂ سعد کی عورتوں کے ساتھ جو شیر خوار لڑکوں کی تلاش میں نکلی تھیں مکہ میں آئی۔ اور اس سال بڑا قحط تھا اور میرے پاس ایک اونٹنی تھی جو دودھ نہیں دیتی تھی اور میرا لڑکا اور شوہر ساتھ تھے۔ تنگ دستی اس قدر تھی کہ فاقوں سے رات کو نیند نہیں آتی تھی، جب قوم کی عورتیں مکہ کو پہنچیں تو سب نے اپنے خاطر خواہ مال داروں کے لڑکے دودھ پلانے کے واسطے لیے اور سوائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی لڑکا باقی نہ رہا۔ چوں کہ آپ یتیم تھے، کسی نے آپ کو قبول نہیں کیا، ناچار میں نے اپنے خاندان سے مشورہ کیا کہ مجھے بہت شرم معلوم ہوتی ہے کہ مکہ سے میں خالی جاؤں۔ اب بہتر ہے کہ اس درِ یتیم بحرِ شرافت کی خدمت و رضاعت کو میں قبول کروں جس کے جد امجد عبد المطلب کے ایسے سردار قریش ہیں جو تمام عرب سے اشرف ہیں، اور قناعت اختیار کروں۔

اس مشورہ کے بعد میں آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی ان آنکھوں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ سفید کپڑے میں لپٹے ہوئے سوتے ہیں اور بدن مبارک سے مشک کی خوشبو آرہی ہے جس سے سارا مکان مہک رہا ہے، میرا دل ان کی صورت پر فریفتہ ہوگیا، میں آہستہ آہستہ پاس گئی اور سینہ مبارک پر ہاتھ

رکھا تو حضرت نے آنکھیں کھولیں اور دیکھ کر تبسم فرمایا، میں نے پیار سے دونوں آنکھیں چومیں اور گود میں لے کر پستان راست [۱] منہ میں دی۔ حضرت نے دودھ پی لیا، پھر میں نے پستان چپ [۲] دینی چاہی۔ حضرت نے منہ میں نہیں لیا اور تازمانِ رضاعت ایک ہی پستان کے شیر پر رہے۔ حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب میں گود میں لے کر فرودگاہ پر آئی اور اپنے خاوند کو دکھایا وہ بھی آشفتۂ جمال ہوگیا۔ میری اونٹنی فاقہ کشی سے ایک قطرہ دودھ نہیں دیتی تھی، اب اس کے تھن دودھ سے بھر گئے، خاوند نے دودھ دوہ کر خود پیا اور مجھ کو پلایا کہ فاقہ کشی کی تکلیف دور ہوئی اور رات کو خوب سوئی۔ صبح کو خاوند نے کہا: اے حلیمہ! یہ لڑکا تجھ کو مبارک ہو کہ اس کا تشریف لانا ہمارے لیے مبارک ہوا۔

چند دن بعد حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے رخصت ہوئیں اور حضرت کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔ حلیمہ کہتی ہیں: میری اونٹنی میں ایسی طاقت ہوگئی کہ سب اونٹوں سے آگے جاتی تھی، اور جس منزل پر اترتی وہ منزل سرسبز و شاداب ہو جاتی، یہاں تک کہ بکریاں بھی بہت دودھ دینے لگیں۔ اس طرح سے انواع واقسام کی برکتیں قدم مبارک کے سبب سے ہوئیں [۳] صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۱)- راست: داہنی۔

(۲)- چپ: بائیں۔

(۳)- دلائل النبوۃ، حدیث: ۹۴/ مجمع الزوائد، ج:۸، ص:۲۲۰/ بدایۃ والنہایۃ، ج:۲، ص:۲۷۳ تا ۲۷۴/ الطبقات الکبریٰ، ج:۱، ص:۱۱۰ تا ۱۱۱

نعت

گر کاہِ خشک اس کے قدم سے ہو پائمال
فی الفور ہو ہرا، نہ ہو اس کو کبھی زوال
جنکے قدم سے اس کے بنے غیرتِ اِرم
ٹھہرے وہ جس درخت کے نیچے وہ ہو نہال
اللہ کا حبیب ہے واللہ لا نظیر
جس طرح ذاتِ حق کی ہے بے مثل و لازوال
بحرِ وجود کا دُرِ نایاب ہے وہی
گنجینۂ خفی کا ہے وہ لعل بے مثال
شاکرؔ کی کیا مجال ثنا اس کی کر سکے
توصیف میں ہے جس کی زباں ہر بشر کی لال

روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ کو جب رفتار و گفتار کی طاقت ہوئی تو آپ خراماں خراماں مکان کے دروازے تک جاتے تھے اور کھیلنے والے لڑکوں کو منع فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہم کو کھیلنے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں فرمایا ہے۔ آپ کا نشو و نما اس طرح پر تھا کہ ایک مہینہ میں اتنا بڑھتے تھے جتنا اور لڑکے سال بھر میں بڑھتے تھے۔ اور بچوں کی طرح رونا، مچلنا اور روٹھنا آپ کی عادت نہ تھی۔ جو چیز ہاتھ میں لیتے بسم اللہ الرحمٰن

الرحیم فرما کے داہنے ہاتھ سے لیتے تھے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوتی تھی، مگر ایک دن غافل ہو گئی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رضاعی بہن کے ساتھ باہر دھوپ میں چلے گئے، میں ڈھونڈنے کو نکلی تو شیما[1] کے ساتھ پایا۔ ہم نے غصہ سے شیما سے کہا کہ تو اس گرمی دھوپ میں کہاں لے گئی تھی۔ شیما نے کہا، آپ کو دھوپ سے تکلیف نہ تھی، ان کے ساتھ بادل کا ایک ٹکڑا سایہ کر رہا تھا۔[2] صلی اللہ علیہ وسلم۔

ذکر شق صدر

جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تین چار سال کی ہوئی تو شق صدر و غسل قلب اطہر پیش آیا۔ ایک دن حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے حلیمہ سے فرمایا کہ میرے بھائی دن کو کہاں جاتے ہیں۔ میں بھی ان کے ہم راہ جانا چاہتا ہوں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے بنا بر سُرور خاطر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سرورِ قلب کے

(۱)- حضرت شیما حضور سے بہت محبت کرتی تھیں، وہ لوری گا گا کر آپ کا دل بہلایا کرتی تھیں، وہ کہتیں:

يَا رَبَّنَا اَبْقِ لَنَا مُحَمَّداً ۔۔۔ حَتّٰى اَرَاهُ يَا فِعًا وَ اَمْرَدَا

ثُمَّ اَرَاهُ سَيِّدًا مُسَوِّدًا ۔۔۔ وَاَكِبِتْ اَعَادِيْهِ مِعًا وَالْحُسَّدَا

وَاَعْطِهُ عِزّاً يَدُوْمُ اَبَداً

اے میرے رب! میرے بھائی محمد کو ہمارے لیے سلامت رکھ، یہاں تک کہ میں آپ کو جوان دیکھوں جس کی سب اطاعت کر رہے ہوں۔ اے میرے رب اس کے دشمنوں اور حاسدوں کو ذلیل و رسوا کر اور انھیں وہ عزت عطا فرما جو تا ابد باقی رہے۔ (سیرتِ دحلان، ج: اول، ص: ۶۳)

(۲)- دلائل النبوۃ، ج:۱، ص:۱۳۹ تا ۱۴۰/ البدایۃ والنہایۃ، ج:۲، ص:۲۷۵

لیے منہ ہاتھ دھلا، بالوں میں شانہ کیا، پوشاک زیب تن کرائی اور سرمہ لگایا۔ اپنے بیٹے کے ساتھ کیا اور فرمایا اللہ حافظ ہے۔ حضور سراپا نور بھائیوں کے ہم راہ روانہ ہو گئے اور بکریاں چَرایا کیے۔ دوپہر کو ضمرہ پسر حلیمہ روتا چلاتا آیا اور کہا: اے ماں! دوڑ میرے بھائی محمد ﷺ کی خبر لے۔ قریب ہے کہ ان کو زندہ نہ پائے، کیوں کہ محمد ﷺ ایک مقام پر کھڑے تھے۔ دو شخص آئے ان کو اٹھا لے گئے، پھر لٹا کے پیٹ چاک کیا، پھر کیا ہوا معلوم نہیں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا پریشان ہو کر مع اپنے شوہر کے دوڑیں۔ پہاڑ پر گئیں تو دیکھا کہ آپ ﷺ صحیح سالم بیٹھے ہیں اور جانبِ آسمان دیکھ رہے ہیں، مگر رنگ چہرہ کا متغیّر ہے۔ حلیمہ کو دیکھ کر تبسم فرمایا۔ حلیمہ نے منہ چوم کر کہا میں تم پر فدا، کیا معاملہ ہوا۔ حضور نے فرمایا: تین شخص بہ لباس سفید آئے، ایک کے ہاتھ میں چاندی کی چھُری، دوسرے کے ہاتھ میں طاس [1] زمردی برف سے بھرا ہوا۔ انھوں نے مجھے اٹھایا اور پہاڑ پر لائے۔ ایک نے مہربانی سے لِٹا کر میرا سینہ ناف تک چاک کیا، مگر مجھے درد معلوم نہ ہوا۔ پھر پیٹ میں ڈال کر رودے [2] نکالے اور برف کے پانی سے دھو کر رکھ دیے۔ دوسرے نے دل نکال کر چاک کیا، اور اس سے نقطہ سیاہ خون آلود نکال دیا، پھر دل کو اس مقام پر رکھ دیا اور نور کی انگوٹھی نکال کر دل پر مہر کر دی تو میرا دل حکمت و نبوت کے نور سے بھر گیا

(۱)-طاس: بڑا طشت-
(۲)-رود: آنت، انتڑی-

اور ایسی خنکی دل میں پیدا ہوئی کہ جس کا اثر اب تک باقی ہے۔ پھر اس شخص نے میرا سینہ برابر کر دیا۔ صرف ایک باریک خط سینہ سے ناف تک باقی رہا اور مجھ کو چھوڑ کر پرواز ہو گئے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر حضرت کو گود میں لے کر گھر پہنچایا۔ وہاں کے لوگوں نے کہا، اِن کو کاہن کے پاس لے جاؤ۔ ناچار حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کاہن کے پاس لے گئیں۔ کاہن نے کہا کہ لڑکا اپنا حال آپ کہے۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا حال تفصیل سے فرمایا: کاہن ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سن کے گلے سے لپٹ گیا اور پکار کر کہا۔ اے اہلِ عرب ان کو قتل کرو، اور مجھے بھی ساتھ ساتھ قتل کرو۔ اگر قتل نہ کرو گے تو تمھارے دین و مذہب کو باطل کہے گا، اور تمھارے عالموں کو جاہل اور تم کو ایسے خدا کی طرف بلائے گا جس کو تم جانتے و پہچانتے نہ ہو گے۔

تب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کاہن سے لے لیا اور کہا کہ تو دیوانہ ہے، میں جو ایسا جانتی ہرگز تیرے پاس نہ لاتی۔ بے شک تو سزاوارِ قتل ہے۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر میں لائیں۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب یہ واقعۂ سخت ظاہر ہوا تو میرے خاوند نے مجھ سے کہا کہ حضور کو عبد المطلب کے پاس پہنچانا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی صدمہ پہنچ جائے، تو میں حضرت کو جانبِ مکہ لے کر روانہ ہوئی، رات کو میں نے سُنا کہ کوئی کہتا ہے کہ بنی سعد سے خیر و برکت جاتی ہے

اور مکہ کی برکت مکہ واپس آتی ہے۔ جب متّصل مکہ پہنچیں تو جاے محفوظ دیکھ کر حضرت کو بٹھایا اور خود براے حاجتِ بشری ایک طرف گئیں۔ جب فارغ ہو کر آئیں تو حضور کو نہیں پایا۔ اِدھر اُدھر دیکھا، لوگوں سے پوچھا مگر پتہ نہ چلا تو رونے لگیں۔ ایک بڈھا آدمی سامنے آیا، اُس نے رونے کا سبب پوچھا، حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے واقعہ کا اظہار کیا۔ اُس نے کہا کہ چل میں تجھے ایک بڑے کاہن کے پاس لے جاتا ہوں، وہ تیرے گم شدہ کا پتہ بتادے گا۔ چناں چہ وہ مجھے ہبل نامی بُت کے پاس لے گیا اور کہا کہ محمد ابن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نشان بتا۔ وہ حضور کا نام سنتے ہی اوندھے منہ گرا، اور جتنے بت تھے سب گر پڑے۔ اندر سے آواز آئی کہ دور ہو، تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ لے وہ ہمارا رسوا کرنے والا ہے۔ وہ بوڑھا بھاگا اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تیرے بیٹے کا خدا حافظ ہے۔ تب حلیمہ نے عبد المطلب کو اس حال سے خبر دیا۔ عبد المطلب پریشان ہو کر صفا پہاڑ پر چڑھ کر قریش کو آواز دی کہ اے آلِ غالب چلو، قریش حاضر ہو کر ڈھونڈنے لگے۔

جب پتہ نہ چلا تو عبد المطلب کعبہ پہنچے اور طواف کیا اور دُعا مانگی۔ ہاتفِ غیب نے آواز دی کہ غم نہ کرو۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا حافظ ہے۔ عبد المطلب نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں؟ ہاتف نے جواب دیا وادیِ تہامہ میں کیلے کے درخت کے نیچے بیٹھے ہیں۔ عبد المطلب وہاں چلے۔ راہ میں ورقہ بن نوفل ملا، وہ بھی ہم راہ ہوا۔ یہاں تک کہ مقامِ معہود تک آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ درخت کیلے کے درخت کے نیچے بیٹھے ہیں۔ عبد المطلب نے گود میں

لے کر گھوڑے پر آگے بٹھالیا اور مکہ میں داخل ہوئے۔ خوشی منائی گئی۔ اونٹ نحر کیے اور سونا خیرات کیا۔ اور مجھ کو بہت مال و اسباب دے کر رخصت کیا۔

اس قصہ میں اہلِ تحقیق نے کچھ اسرار بیان کیا ہے جو کشف سے ہے صحیح اسرار و حکمت کو جل جلالہ و عم نوالہ جانتا ہے۔ کسی کو کب اس کے اسرار کی خبر ہو سکتی ہے۔

جب حضرت محمد ﷺ سات سال کے ہوئے تو آپ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا مع امِ ایمن حضرت محمد ﷺ کو جانبِ سکینہ لے گئیں، اور قبیلہ بنی عدی میں اپنے ماموں کے گھر ایک مہینہ مقیم رہیں۔ وہاں کے یہود شواہد و علامات سے پہچانتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ نبی موعود آخر الزماں ہیں، پھر ایک ماہ کے بعد حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا جانب مکہ چلیں اور موضع "ابواء"(۱)

---

(۱)-موضع ابواء میں حضرت آمنہ خاتون کی قبر مسلم ہے لیکن اس حدیث پر نظر رکھیے جو طبرانی و ابن شاہین نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ مقام جعول (جعول مکہ معظّمہ کا قبرستان ہے جس کو جنت المعلیٰ بھی کہتے ہیں) ایک جگہ اونچی میں ٹھہرے۔ اس وقت حضور غمگین تھے اور رو رہے تھے، کچھ دیر قیام فرما کر مسرور واپس آئے اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے درخواست کی۔ اُس نے میری والدہ کو زندہ کیا، پھر وہ مجھ پر ایمان لائیں، پھر انھیں واپس کر دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت آمنہ کی قبر جنت المعلیٰ میں ہے۔ علمانے تطبیق اس طرح دی ہے کہ پہلے ابواء میں دفن کی گئیں، وہاں سے نقل کر کے مقامِ جعول یعنی مکہ معظّمہ میں دفن کی گئیں۔ دیکھو کتاب آثار محمدیہ و سیرتِ نبویہ للعلامۃ سید احمد ذہنی دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ۔ حرمین طیبین میں اموات کو نقل کرنا وہاں کے برکات حاصل کرنا سلف میں بہت ہوا ہے۔ [سید شاہ قمر الہدیٰ قدس سرہ]

میں جو کہ مابین مدینہ و مکہ واقع ہے، مقام کیا۔ اس جگہ ان کی وفات ہوئی اور وہیں مدفون ہوئیں۔ [1]

بعض علماے متقدمین آپ کے والدین کے اسلام میں اختلاف کرتے ہیں، مگر علماے متاخرین پر اسلام لانا ثابت ہے۔ چناں چہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ''اشعۃ اللمعات، جلد اول باب: زیارۃ القبور'' میں لکھتے ہیں کہ علماے حق نے اس کی تصحیح و تحسین کی ہے اور بہ تعدد طرق یہ بھی فرمایا ہے کہ امام جلال الدین سیوطی نے مستقل رسالہ بہ دلائل اثبات ایمان لکھا ہے اور مخالفوں کے شبہہ کا جواب دیا ہے اور علامہ شامی نے بھی جلد سوم میں ثابت کیا ہے۔

---

(۱)- حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے وفات کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے قریب دیکھ کر یہ اشعار پڑھے:

اِنْ صَحَّ مَا اَبْصَرْتُ فِي الْمَنَامِ — فَاَنْتَ مَبْعُوْثٌ اِلَى الْاَنَـــامِ

تُبْعَثُ فِي الْحِـلِّ وَ فِي الْحَرَامِ

تُبْـعَثُ فِي التَّحْقِيْقِ وَالاِسْلَامِ — دِينِ اَبِيْكَ البَــــرِّ اِبراهامِ

فالله أنهــــاكَ عَنِ الأَصْنَامِ — وَاَلَّا تُـــــوالِيْها مع الأقوامِ

ترجمہ: یعنی میں نے جو خواب میں دیکھا ہے، اگر وہ صحیح ہے تو آپ تمام لوگوں کی طرف بھیجے جائیں گے حل اور حرم سب جگہ آپ نبی ہوں گے، آپ کو اپنے باپ ابراہیم کے دین اسلام پر مبعوث کیا جائے گا۔ میں خدا کا وسطہ دے کر آپ کو بتوں سے روکتی ہوں کہ آپ دوسری قوموں کے ساتھ مل کر ان کی دوستی نہ کریں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا:

كُلُّ حَيٍّ مَيِّتٌ وَكُلُّ جَدِيْدٍ بَالٍ وَكُلُّ كَبِيْرٍ يفنیٰ وَ أَنَا مَيْتَةٌ و ذِكْرِيْ بَاقٍ وَوَلَدْتُ طُهرًا

ہر زندہ موت کا مزہ چکھے گا، ہر نئی چیز پرانی ہو جائے گی اور ہر بڑی چیز فنا ہو جائے گی، میں تو مر رہی ہوں، لیکن میرا ذکر ہمیشہ باقی رہے گا، میں نے ایک پاک باز بچہ جنا ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ یہ حضور کا معجزہ ہے اور اس قسم کا معجزہ حضور کے شایانِ شان سے ہے۔ (۱)

الغرض حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے دو سال بعد عبد المطلب نے وفات پائی۔ (۲) بعدہ ابو طالب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مصروف ہوئے اور کمالِ الفت و محبت کرتے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے، اشعار آپ کی مدح میں کہا کرتے تھے اور بخوبی جانتے تھے کہ نبیِ موعود یہی ہیں۔

روایت: ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ میں ابو طالب کے زمانۂ کفالت میں داخل ہوا۔ وہاں قحط سالی تھی۔ اہل قریش کے لوگ عبد المطلب کے زمانہ میں قحط پڑنا اور حضرت کی دعا سے پانی برسنا دیکھ چکے تھے۔ ابو طالب سے کہا کہ تم اپنے بھتیجے سے پانی کے واسطے دعا کراؤ۔ ابو طالب گھر سے نکلے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پشتِ کعبہ سے لگا دی۔ آپ نے انگلی سے جانبِ آسمان

---

(۱)-علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ شرح مواہب اللدنیہ میں ان اشعار کو نقل کرنے کے بعد علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ یہ اشعار اس بات پر صراحۃً دلالت کرتے ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا موحدہ تھیں، انھوں نے دینِ ابراہیمی کا ذکر کیا اور یہ بھی بتایا کہ آپ کا فرزند اسلام کے ساتھ اللہ کی طرف سے مبعوث ہوگا اور بتوں کی دوستی سے اپنے فرزند کو منع فرمایا۔ کیا یہی توحید نہیں؟ کیا ان عقائد کے علاوہ توحید کسی دوسری چیز کا نام ہے؟

(۲)-آپ کی عمر اس وقت ایک سو چالیس سال اور دوسری روایت کے مطابق ایک سو دس سال تھی۔ آپ کو حجون میں اپنے جدِ اعلیٰ قصی کی قبر کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔
(سیرت النبوۃ، ج: اول، ص: ۸۷)

اشارہ کیا۔ ہر چہار جانب سے ابر چھا گیا۔ پھر اتنا پانی برسا کی لوگ خوش ہو گئے۔

اور جب عمر شریف بارہ سال کی ہوئی تو ابو طالب نے اپنے ساتھ تجارتی قافلہ لے کر شام کا سفر کیا۔ راہ میں جب بُصری پہنچے، اس کے اطراف موضع کفر میں ایک صومعہ تھا۔ اس میں ابو العداس نامی زاہد نصرانی رہتا تھا۔[1] مدت سے نبی آخر الزماں کی نشانیاں کتب آسمانی سے پا کر اُس گاؤں میں بہ امیدِ زیارت مقیم تھا اور ہر قافلہ کو اس لحاظ سے دیکھتا تھا۔ اس نے ایک ٹکڑا ابر کا قافلہ پر سایہ کرتے دیکھا۔ اس کو یقین ہوا کہ اس قافلہ میں نبی آخر الزماں ہیں، اس لیے تمام قافلہ کی دعوت کی، چناں چہ ابو طالب مع اہل قافلہ وہاں گئے اور حضور ﷺ کو ایک درخت کے نیچے چھوڑ گئے۔ اس وقت وہ ابر جو شامیانۂ قدرت تھا، اس وقت درخت پر ٹھہر گیا۔ زاہد نصرانی نے لوگوں سے پوچھا کہ تمھارے ساتھیوں میں سے کوئی شخص فرود گاہ پر بھی رہ گیا ہے۔ ابو طالب نے کہا: ہاں! زاہد نصرانی نے حضور (ﷺ) کو طلب کیا تو وہ ابر سایہ کیے ہوئے چلا آیا۔ نصرانی نے پہچان لیا اور ابو طالب کو تاکید کی کہ اس کو شام میں نہ لے جانا۔ یہودی ان کے دشمن ہیں۔

اہلِ تحقیق کہتے ہیں کہ بحیریٰ زاہد نے ان کا دست مبارک پکڑ کے کہا یہ شخص رسول رب العالمین ہیں۔ اہل قافلہ نے کہا کہ تم نے کس طرح سے جانا۔

---

(۱)-ایک روایت کے مطابق اس کا نام جرجیس تھا، لیکن وہ بحیریٰ کے نام سے مشہور تھا۔

اس نے کہا کہ تم لوگ پہاڑوں کے مابین نکل آئے تو ہر ایک شجر و حجر ان کو سجدہ کرتا تھا۔ اے ابوطالب! یہ تمھارا کون ہے؟ ابوطالب نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ اُس نے کہا کہ یہ غلط ہے۔ ان کے والدین زندہ نہ ہوں گے۔ تب کہا کہ میرا بھتیجا ہے۔ کہا یہ سچ ہے۔ پھر حضور ﷺ سے مخاطب ہو کر کہا: تم کو قسم ہے اللہ کی مجھ کو خبر دو کہ تمھارے شانوں کے مابین اس شکل کا نشان ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جیسا کہ تو نشان دریافت کرتا ہے ضرور ہے۔ اس نصرانی نے کہا "اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًا" اور قدمِ مبارک کو بوسہ دیا۔ ابوطالب زاہد نصرانی کی تاکید کی وجہ سے اپنا مال بُصرے میں فروخت کر کے لوٹ آئے۔ رسولِ عربی ﷺ نے چند بار سفر فرمایا، جس میں ظہورِ ملائکہ و حالات عجائبات لوگوں نے دیکھا۔

جب حضرت محمد ﷺ کی عمر چوبیس سال نو مہینے کی ہوئی اور امانت و دیانت آپ کی عالم میں مشہور ہوئی اور قوم قریش آپ کو محمد (ﷺ) امین کہنے لگے تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی خواہش ہوئی کہ حضرت کو اپنا اسبابِ تجارت دے کر کسی جگہ بھیجوں۔ اس ارادہ کو حضور ﷺ تک پہنچایا۔ حضور ﷺ نے ابوطالب کے مشورے سے قبول فرمایا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے میسرہ غلام اور خزیمہ رشتہ دار کو ہم راہ جناب رسالت مآب ﷺ جانبِ شام روانہ کیا۔ یہ معاملہ چوبیس دن قبل نکاح کے ہوا۔ جب حضور ﷺ نے شام میں اسباب فروخت کیا، اور مراجعت فرمائی، جب قریب حرمِ مکہ پہنچے تو

اس وقت گرمی کی شدت تھی اور ایک اونٹ پر حضور ﷺ سوار تھے اور دوسرے اونٹ پر میسرہ و خزیمہ تھے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا مع چند زنانِ قریش کوٹھے پر بیٹھی ہوئی مسافروں کی راہ غُرفہ سے دیکھتی تھیں۔ دفعتاً رَحْمَةٌ لِلْعَالَمِيْنَ اونٹ پر نظر آئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ دو فرشتے اپنے پروں سے سرِ مبارک پر سایہ کیے ہوئے چلے آتے تھے اور میسرہ و خزیمہ دھوپ میں تھے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا متحیر ہوئیں اور دوسری عورتیں بھی متعجّب۔ یہاں تک کہ خزیمہ و میسرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تک پہنچے۔ اول خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خیریت پوچھی اور حضرت کا حال پوچھا اور سایہ کی حقیقت کا سوال کیا۔ ان دونوں نے یہاں تک کہا کہ جب ہم لوگ بُصریٰ پہنچے تو ایک خشک درخت کے نیچے اترے، وہاں نسطورا درویش نصرانی رہتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ اس درخت کے نیچے سوائے پیغمبر کے کوئی نہیں اترتا۔ اس درویش نے حضرت کے پاس آکر اسم شریف دریافت کر کے کہنے لگا کہ تم خاتم الانبیاء ہو۔ میں تمھارے انتظار میں تھا۔ الحمدللہ کہ زیارت نصیب ہوئی اور مجھ سے کہا کہ اے میسرہ تجھے وصیت کرتا ہوں کہ اِن سے ہرگز جدا نہ ہونا اور شام میں نہ پہنچانا کہ یہودی ان کے دشمن ہیں، کیوں کہ یہ پیغمبرِ آخر الزماں ﷺ ہیں۔

میسرہ و خزینہ نے جو کچھ دیکھا تھا کہ دھوپ میں دو فرشتوں کا سایہ کرنا اور قدم کے نیچے سے پانی کا جاری ہونا بیان کیا اور حضور و میسرہ جانب شام

سے جو کچھ اسباب لائے تھے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس کو فروخت کیا، دو گونا فائدہ اٹھایا۔ اجرت بھی حضرت کو دونی دی۔

جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضرت کا حال سنا اسی وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا عاشق ہوئیں۔ اُن کے دل نے چاہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آوٗں۔ اگرچہ سیکڑوں امیروں نے ان کے ساتھ خواہشِ ازدواج کی تھی، اس سبب سے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا شرافت و نجابت میں ممتاز اور دولت سے قریشیوں میں سرفراز تھیں۔ مگر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سب کو صاف جواب دیا بلکہ فرمایا کہ مجھ کو خواہشِ نکاح نہیں ہے۔ لیکن خداوند تعالیٰ نے ان کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں شیدا کر دیا تھا کہ بلا تامل مسماۃ نفیسہ بنت منیہ کو بلا کر کہا کہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کہ دریافت کر کہ ان کا میلان طبیعت جانبِ نکاح ہے یا نہیں۔ تو نفیسہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور غرض دلی اپنی ظاہر کی، تب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح کا سامان ہمارے پاس نہیں ہے، وہ بولی کہ اگر اپنی قوم کی کوئی شریف عورت ملے کہ سامانِ نکاح کی بھی کفالت کرے تب کچھ عذر نہیں ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی عورت کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ خدیجہ بنت خویلد آپ کی تمنا رکھتی ہے اور چاہتی ہے کہ نکاح کرے اور مجھ کو اس نے آپ کی رائے جاننے کے لیے بھیجا ہے۔ حضرت نے فرمایا: مضائقہ نہیں ہے۔

چناں چہ نفیسہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس یہ مژدہ لے گئی،

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ممنون ہوئیں اور بعض کہتے ہیں کہ میسرہ غلام نے اس کام کو انجام دیا تھا۔ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے معلوم کیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نکاح سے انکار نہیں ہے تو عمرو بن اسد اپنے چچا کو جو ولی تھا، طلب کیا اور حال گزشتہ سے اطلاع دی، اور بعض کہتے ہیں کہ ورقہ بن خویلد اپنے بھائی کو بھی بلایا۔ الغرض دونوں راضی ہوئے اور حضور نے بھی اپنے اعمام سے دریافت فرمایا، وہ بھی راضی ہوئے۔ چناں چہ حضرت حمزہ اور حضرت عباس اور ابوطالب کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ الکبریٰ کے مکان پر گئے۔ ابوطالب نے خطبہ پڑھا اور عمرو بن اسد نے کہا کہ اے گروہِ قریش تم گواہ رہو کہ میں نے خدیجہ بنت خویلد کو محمد ابن عبداللہ کے عقد میں دیا۔ بایں جملہ نکاح وایجاب قبول طرفین سے منعقد ہوا۔ اور بعد عقد صحیحہ ابوطالب نے کئی اونٹ نحر کیے اور اشراف قوم کو کھانا کھلایا۔ اور بہ ایمائے ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا لونڈیوں نے دف بجا کے خوشیاں کیں۔

(واضح ہو کہ فقہ کی ضخیم کتاب خزانہ و کافی میں امام اعظم کے قول کی شرح ہے کہ راگ کی حرمت محض لہو کی وجہ سے ہے۔ اگر راگ محض کھیل کے طور پر نہ ہو بلکہ اس میں غرض دینی ہو جیسے نکاح اور ولیمہ اور غازیوں کی تیاری اور قافلہ کی روانی یا اولیاء اللہ یعنی صوفیوں کا دل نرم کرنے کے لیے تو یہ راگ حنفیوں کے یہاں حرام نہ ہوگا۔) [1]

(۱)- مزامیر اور قوالی کے تعلق سے مزید معلومات کے لیے فتاویٰ رضویہ ج:۹، ص:۵۵، ۱۹۹، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۴، (مطبع رضا اکیڈمی) کا مطالعہ فرمائیں۔

الغرض حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مہر ایک روایت میں چارسو (۴۰۰) مثقال طلاء تھا اور دوسری روایت میں پانچ سو درم اور تیسری روایت میں تیس اونٹ تھے۔[1] اور یہ جو کھانا ابو طالب نے کھلایا تھا وہ ولیمہ تھا۔ طعام ولیمہ سنت ہے اور کسی کے نزدیک مستحب ہے۔ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی عمر چالیس سال تھی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال کی تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دو بیٹے قاسم (جن کی وجہ سے حضور کی کنیت ابو القاسم ہوئی) عبد اللہ (جو طیب و طاہر کے لقب سے ملقب تھے) رضی اللہ عنہا اور چار بیٹیاں زینب، رقیہ، امِ کلثوم و فاطمہ رضی اللہ عنہنّ پیدا ہوئیں۔

"تفریح الاذکیا" میں روایت ہے کہ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اڑتیس سال کی ہوئی تو آپ کو نور نظر آنے لگا اور غیب کی آواز سننے لگے۔ دل میں گوشہ نشینی کا شوق پیدا ہوا۔ کوہِ حرا پر تشریف لے جاتے اور بیت اللہ کو دیکھا کرتے اور ذکر میں مشغول رہتے اور اتفاق اس پر ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ناپاکی جہالت اختیار نہ کی۔ بلکہ جمیع صغائر، کبائر خطا سے معصوم تھے۔

الغرض خلوت سے یہ نوبت پہنچی کہ بوقت ملاقات شجر و حجر سے السلام علیک یا رسول اللہ کی آواز آنے لگی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں پہچانتا ہوں، ایک پتھر کو جو مکہ میں قبل نبوت سلام کرتا تھا۔ "سفر السعادت" میں ہے کہ نزول وحی سے پہلے صرف آواز آتی تھی کہ

(۱)-ایک روایت کے مطابق ساڑھے بارہ اوقیہ سونا مہر مقرر کیا گیا تھا۔

یا محمد (ﷺ) لیکن کوئی نظر نہیں آیا کرتا تھا اور سات سال صرف نور نظر آیا، اور اس میں آں جناب مسرور تھے اور جب عمر شریف چالیس کی ہوئی تو نزول وحی کا فروغ ہوا۔

حالِ نزولِ وحی

صحیح بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اول علامتِ وحی رویاے صالحہ ہوئی جو کچھ رات میں حضرت خواب میں دیکھتے صبح کو بعینہ ظاہر ہوتا بعدہ خلوت پسند آئی تو غار نور (حرا) میں چند دن کا کھانا لے کر تشریف لے جاتے اور تسبیح و تہلیل و حمد و ثنا میں مصروف و مشغول رہتے۔ جب کھانا صرف ہو جاتا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتے اور ایک دو دن قیام کر کے پھر وہیں تشریف لے جاتے۔ اقامت غار کی مدت ایک مہینہ سے کم ہوتی۔ (۱)

اس عرصہ میں ایک دن حضرت محمد ﷺ اپنا جسم مبارک دھونے کے لیے غار سے نکلے فوراً حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے آواز دی اے محمد! (ﷺ) حضرت نے دیکھا تو کوئی نظر نہیں آیا۔ پھر دوسری مرتبہ آواز دی حضرت محمد ﷺ متحیر ہو کر دائیں بائیں دیکھنے لگے تو ایک نورانی شخص آفتاب کی طرح روشن نورانی تاج سر پر رکھے سبز حلہ پہنے تشریف لائے اور ایک ٹکڑا حریر کا دیکھ کر کہا کہ پڑھو۔ حضرت محمد ﷺ فرمایا کہ میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ پھر انھوں نے حضرت کو اپنے سینے سے خوب دبایا کہ عرق آگیا اور کہا کہ پڑھو،

(۱)۔صحیح البخاری، باب بدء الوحی، ج:۱، ص:۳۰۔

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پڑھنے والا نہیں ہوں۔ الغرض تین مرتبہ حضرت ﷺ کو دبایا، پھر "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝"(۱) تک پڑھا۔ اور آیاتِ مذکورہ کی تعلیم کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنا پاؤں یا پر زمین پر مارا کہ ایک چشمہ نکل آیا، پھر استنجا کر کے مضمضہ اور استنشاق کیا اور منہ دھویا، پھر ہاتھ پاؤں تین تین مرتبہ دھو کر ایک مرتبہ سر کا مسح کیا۔ یعنی اس طرح حضرت محمد ﷺ کو وضو کرنا سکھایا۔ بعدہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک چلو پانی لے کر روئے مبارک پر چھینٹا مارا اور نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا وضو کرنا اور نماز پڑھنا اس طرح ہوتا ہے۔ یہ فرما کر جبرئیل علیہ السلام آسمان کی طرف چلے گئے(۲) اور حضور اقدس ﷺ بھی جانبِ مکان تشریف لائے اور راستہ میں ہر درخت و پتھر سے "السلام علیک یا رسول اللہ" کی آواز آتی تھی۔ اور حضور سراپا

---

(۱)-سورہ علق، آیت: ۱تا۵۔

(۲)-یہ واقعہ دوسری وحی کے نزول کے وقت کا ہے، جب اللہ رب العزت نے سورۂ مدّثر نازل فرمائی۔ لیکن حضرت جبرئیل علیہ السلام کا وضو کرنا اور نماز پڑھنا حضور ﷺ کی معیت میں تھا۔ یہاں پر اعتراض ہو سکتا ہے کہ نماز تو شبِ معراج فرض ہوئی تو یہ کون سی نماز کی تعلیم تھی تو علامہ محمد یوسف صالحی اپنی کتاب "سُبُل الہدیٰ والرشاد" جلد دوم ص: ۴۰۰ پر لکھتے ہیں کہ سہیلی کہتے ہیں کہ حربی اور یحییٰ بن سلام نے کہا شبِ معراج سے قبل دو نمازیں فرض تھیں ایک غروب آفتاب سے پہلے اور ایک طلوع آفتاب سے پہلے اور ابتدائے اسلام میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر دو رکعتیں صبح کو اور دو رکعتیں شام کو فرض کی تھیں۔

نور کا دل مبارک کانپتا تھا، اس حالت میں داخلِ دولت سرا ہوئے اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے فرمایا "زَمِّلُوْنِي زَمِّلُوْنِي" مجھے چادر اوڑھاؤ، مجھے چادر اوڑھاؤ ۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بالا پوش اڑھایا اور ٹھنڈا پانی چھڑ کا۔ جب سکون ہوا تو فرمایا، مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ آپ کو ضائع نہ فرمائے گا، کیوں کہ آپ غریبوں کی مدد کرتے ہیں اور محتاجوں کے ساتھ حسنِ سلوک۔ پھر آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، وہ کتبِ سابقہ پڑھتے تھے۔ اُن سے حال بیان کیا۔ ورقہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ برادرِ عم زاد تم نے کیا دیکھا خود بیان کیجیے۔ چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری کیفیت بیان فرمائی۔ ورقہ نے کہا: یہ ناموسِ اکبر تھا جس کو عربی میں جبرئیل کہتے ہیں۔ یہی فرشتہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا تھا۔ تم اس امت کے پیغمبر ہو۔ کاش میں جوان ہوتا۔ ایک دن آنے والا ہے کہ کفار تمھیں نکالیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا لوگ مجھے نکالیں گے۔ ورقہ نے کہا: ہاں آپ جیسے لوگوں کے کافی دشمن ہوتے ہیں، اور تم وہ پیغمبر ہو جن کی خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے۔ آپ بالکل خائف نہ ہوں بلکہ خوش ہوں۔

اسی سال ورقہ نے انتقال کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ورقہ کا حال پوچھا کہ یا رسول اللہ اس نے آپ کی تصدیق کی تھی، مگر ظہورِ نبوت واتباعِ احکام کا زمانہ ان کو نصیب نہ ہوا۔ آپ نے جواباً فرمایا کہ میں نے اس کو سفید کپڑے پہنے ہوئے خواب میں دیکھا ہے۔ یہ اُس کی نجات کی دلیل ہے۔ الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ.

نزولِ وحی چند طور پر تھی۔ کبھی کبھی آواز مانند جرس گوش مبارک میں آتی تھی، جس سے جبین مبارک پر پسینہ آجاتا تھا اور جس اونٹ پر سوار ہوتے تھے وہ صرف خم ہو جاتا تھا، کیوں کہ اُس کی عادت ہو گئی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت محمد ﷺ نے حضرت زید ابنِ ثابت رضی اللہ عنہ کے ران پر سر رکھا تھا، دفعتاً آپ کی ران گرانی سے ٹوٹنے لگی۔ اہلِ تحقیق فرماتے ہیں کہ وقتِ نزولِ وحی حضرت پر ایک نوع کی شدت ہوتی تھی اور چہرے کا رنگ متغیّر ہو جاتا تھا اور کبھی بصورت اصلی دو مرتبہ تشریف لائے ہیں اور اکثر بصورت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ وحی لاتے۔

روایت: چناں چہ روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بہ صورت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ میں بیٹھے تھے کہ نور العینین رسول الثقلین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آستین میں ہاتھ ڈالا۔ جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا یا رسول اللہ حسین کیا تلاش کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم بہ شکل دحیہ کلبی آئے ہو اُن کا معمول ہے کہ جب وہ آتے ہیں کچھ میوہ آستین میں لاتے ہیں اور یہ نکال لیتے ہیں۔ حسبِ عادت تمھاری آستین میں ہاتھ ڈالا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ سن کر ہاتھ اپنا بڑھایا اور بہشت سے دو انار توڑ کر اپنی آستین میں رکھ کر دکھایا۔ شاہ زادہ رضی اللہ عنہ نے ہنس کر آستین سے نکال لیا۔

اور کبھی اللہ نے بلاواسطہ فرشتہ کے کلام فرمایا ہے قدرے حجاب سے اور کبھی بغیر حجاب کے تھی۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

"فَرَأَيْتُهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتّٰى وَجَدْتُّ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيِيْ فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ." (ترمذي) [1]

میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا، اس نے اپنا دستِ قدرت میری پشت پر رکھا کہ میرے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ اس وقت ہر چیز مجھ پر روشن ہوئی اور میں نے سب کچھ پہچان لیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہا کہ صحیح ہے۔

مواہب امام قسطلانی میں ہے کہ کچھ شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ علم دیا اور تمام اگلوں اور پچھلوں کا علم حضور پر القا کیا صلی اللہ علیہ وسلم۔

روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بارہ مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئے اور چار مرتبہ حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس اور اُنچاس مرتبہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس اور بیالیس مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس اور چار سو مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس اور دس مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس اور چھپن ہزار مرتبہ حضرت سیدنا مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔ صلِّ وسلم یا اللهُ علىٰ محمد نور الله.

---

(۱)-مشکاۃ المصابیح، باب المساجد و مواضع الصلاۃ، ص:۶۹، ۷۰/ جامع ترمذی، کتاب التفسیر، باب:۲۹، من سورۃ صٓ، حدیث:۳۲۳۵، ص:۱۶۰-

معـــراج

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ شَفِیْعِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ جِمِیْلِ الشِّیَمْ شَفِیْعِ الْاُمَمْ صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن وَبَارِکْ وَسَلِّمْ.

ہو سلام آپ پہ اے عرش کے جانے والے — اپنے اللہ کو حسن اپنا دِکھانے والے
اوبراقِ نبوی! تیرے قدم کے نیچے — اپنی آنکھوں کو ہیں ہم فرش بچھانے والے
ہے یہی شور فلک پر کہ چلے آئے نبی — کنزِ مخفی کے خزانے ہیں لٹانے والے
سُن کے آمد کی خبر تیری سجی ہے فردوس — حور وغلماں ہیں تری مدح کے گانے والے
گل کرے آتشِ دوزخ یہ کہو مالک سے — آج وہ ابرِ کرم ہیں یہاں آنے والے
آسرا آپ کا ہے کیجیے امداد نبی — ایک بیکس ہوں میں اور لاکھ ستانے والے
کون ہے میرا کروں جس پہ بھروسا مولا — آپ ہی ہیں مِری بگڑی کے بنانے والے
چشمِ مازاغ میں حسنین سا ہے نورِ نظر — حق کے دیدار کی لذت کے لٹانے والے
تیرے اِس چاند کے مکھڑے پہ فدا ہو جاؤں — اے مِرے خالقِ کونین کے بھانے والے
دولتِ دید سے محرومِ نہ رکھنا ہم کو — ہم بھی ہیں شکلِ گدا دور سے آنے والے

شاکرِ خستہ کھڑا در پہ یہی کہتا ہے
ہو سلام آپ پہ معراج کے جانے والے

واضح ہو کہ جب حضرت حبیب حق ﷺ کے انوار جمال باکمال سے ساکنانِ زمیں جن و بشر وغیرہ مشرف ہو چکے اور ساکنانِ زیرِ زمین غارِ حرا میں جلوہ فرمانے کے وقت سعادت اندوز ہو چکے۔ تب ساکنانِ ملکوت و لاہوت اور خود مالکِ دو جہاں، خالقِ کون و مکاں حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کے دیدار کا مشتاق ہوا، بقولہ تعالیٰ:

''سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا''[1]

جب بارہویں سال نبوت کا ہوا اور عمر شریف حضور ﷺ کی اکیاون سال نو مہینے کی ہوئی تو اکثر محدثین کے نزدیک تاریخ بست و ہفتم (۲۷) ماہ رجب المرجب حضرت محمد ﷺ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر تھے کہ وہ مابین صفا و مروہ کے واقع ہے، نمازِ عشا ادا فرما کر مصلیٰ پر بیٹھے اور بعض راوی کہتے ہیں کہ حضرت سراپا رحمت خانۂ ام ہانی رضی اللہ عنہا میں آرام فرما تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر جگایا اور پیغام حضرتِ حق جَلَّ وَعَلا کا سنایا کہ وہ بے نیاز مطلق اپنی نشانیاں دکھانے کے لیے آپ کو اپنی جانب بلا رہا ہے۔ اس لیے عالمِ قدس میں خلوت قاب قوسین آراستہ ہے۔ آپ بالاے فلک تشریف لے چلیں، آپ کو اللہ تعالیٰ بزرگی دیا چاہتا ہے جو آج تک کسی انبیاے سلف کو نہیں دیا

(۱)-سورہ بنی اسرائیل، آیت:۱-''پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک''

ہے۔اور یہ ایسی سربلندی ہے کہ کسی کو عطا نہیں ہوئی ہے۔

حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے طہارت کی اور دو رکعت نماز پڑھی اور باہر آیا، اور ایک روایت میں ہے کہ ارادۂ طہارت کے وقت رضوان بہشت دو ابریقِ یاقوتی آبِ کوثر سے بھرے ہوئے لایا کہ اس سے غسل کیا۔ بعدہ نور کا حُلہ حضرت کو پہنایا اور عمامہ سرِ مبارک پر رکھا اور زمرد کی نعلین پہنائی اور سرخ یاقوت کا کمربند کمر سے باندھا اور زمرد کا تازیانہ ہاتھ میں دیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ہم راہ حضرت اُمِ ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر سے بیت الحرام میں آئے۔ وہاں حضور نے آبِ زم زم سے وضو کیا اور سات مرتبہ طواف فرمایا۔ پھر حجر اسود کے پاس جو کہ حطیم کے بائیں ہے، تھوڑا بیٹھے، وہاں جبرئیل علیہ السلام نے خواجۂ عالم ﷺ کو لٹایا۔ طشت سونے کا ساتھ تھا، سینۂ بے کینہ کو ناف تک چاک کیا اور دلِ مطہر کو باہر نکالا اور میکائیل علیہ السلام سے سونے کے تین طشت آبِ زم زم سے بھرے ہوئے منگائے اور اس سے دل کو خوب دھویا اور حکمت و عرفان سے بھر دیا اور جہاں تھا وہیں رکھ دیا۔ بعدہ حضرت جبرئیل علیہ السلام دست مبارک پکڑ کر مسجدِ حرام سے بطحاے مکہ میں لائے، وہاں میکائیل علیہ السلام و اسرافیل علیہ السلام ستر ستر ہزار مقرب فرشتے صفیں باندھے کھڑے تھے۔ حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں کہ انھوں نے سلام کیا اور تعظیم بجا لائے۔ میں نے جواب سلام کا دیا، پھر انھوں نے انعامِ الٰہی کی بشارت سنائی۔

اس وقت ایک مرکب کھڑا ہوا دیکھا۔ میانہ قد، ایال گھوڑے جیسی، پیر اونٹ کے مانند، کھر اور دُم گاے کی طرح، اور سینہ سرخ یاقوت کے مثل، کمر اس کی مانندِ موتی شفاف، رنگ مثل برق سفید و صاف اور اس کے دو لمبے پر زانوں کو چھپائے رکھتا تھا اور جب کھولتا تھا مشرق سے مغرب تک پھیلتے تھے اور جب سمیٹتا پہلو کے برابر ہو جاتے۔ ایک بہشتی زین اس پر بندھا ہوا تھا اور پیشانی پر لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جو براق کے نام سے موسوم ہے، اس کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ جہاں نگاہ پڑتی تھی، وہاں قدم رکھتا تھا۔ جبرئیل علیہ السلام نے رکاب اور میکائیل علیہ السلام نے براق کی عنان پکڑی اور سوار کرایا اور جانب مسجد اقصیٰ لے چلے۔ اسّی ہزار فرشتے دائیں اور اسّی ہزار فرشتے بائیں طرف تھے اور ہر ایک کے ہاتھ میں نور عرش سے شمعیں روشن تھیں۔ روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں باگیں کھینچی تھیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یا حبیب اللہ! باگیں ڈھیلی رکھیے، یہ مامور ہے، جہاں جانا ہے اس مقام کو جانتا ہے۔ حضرت نے باگیں ڈھیلی کیں تو زمین کو نہایت تیزی سے طے کرتا تھا اور جب چڑھتا تھا تو اڑنے لگتا تھا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یا حبیب اللہ! اگر دائیں بائیں سے آواز آئے اور کوئی پکارے تو اس پر التفات نہ فرمانا اور میں آگے چلتا ہوں۔ بیت المقدس میں ملوں گا۔

حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تھوڑی سی راہ چلا، کسی نے داہنی طرف سے آواز دی کہ اے محمد ﷺ جلدی نہ کر راہ بھولا ہے، ٹھہر میں رہبری کروں گا۔ میں ملتفت نہ ہوا۔ پھر بائیں جانب سے آواز آئی، میں متوجہ نہ ہوا۔ اس وقت ایک عورت انواع لباس سے آراستہ سامنے آئی اور بولی کہ اے محمد ﷺ تھوڑا ٹھیرو تو کچھ بھید تم سے کہوں۔ میں نے نظر نہ ڈالی اور براق کو جلد ہانکا اور جبرئیل علیہ السلام سے ان کا حال پوچھا تو کہا اول داعی یہود تھا۔ اگر آپ جواب دیتے تو آپ کی امت یہودی ہو جاتی اور دوسرا داعی نصاریٰ تھا۔ اگر آپ جواب دیتے تو آپ کی امت نصرانی ہو جاتی اور وہ عورت دنیا تھی۔ اگر آپ اس کی طرف توجہ فرماتے تو آپ کی تمام امت آخرت چھوڑ کر دنیا اختیار کرتی۔

پھر فرمایا کہ تین شخص آگے آئے. ایک بوڑھا، ایک کہل، ایک جوان۔ میں نے جوان کی طرف دیکھا، بوڑھے اور کہل کی طرف نگاہ نہ کی۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ اپنے مطلب کو پہنچے اگر دولت اور تخت پر آپ نے نظر نہیں ڈالی، عاقبت کو اختیار کیا۔ بہت خوب کیا۔ دولتِ دنیا بے اعتبار ہے۔ آپ کی امت کی عاقبت بہتر رہے گی۔

پھر فرمایا: دو پیالے آگے لائے۔ ایک میں دودھ، ایک میں شراب۔ دودھ کو میں نے اختیار کیا اور اس میں سے کچھ پیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا، خوب

کیا۔ شہد میں شفا اور پانی پائیدار ہے اور امت کے اعمال دھونے کا سبب ہے۔

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ پھر میں آگے چلا تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اے محمد ﷺ! یہ مدینہ آپ کی ہجرت گاہ ہے۔ آپ یہاں اتر کر نماز پڑھیے۔ چناں چہ میں نے اتر کر نماز پڑھی، پھر سوار ہوئے۔ نواح مدین، طور سینا (جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اپنی تجلی فرمائی تھی) اور بیت اللحم (جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی) میں پہنچے تو وہاں بھی بہ اشارۂ جبرئیل علیہ السلام نماز پڑھی، پھر بیت المقدس میں آیا تو ملائکہ کی ایک جماعت میرے استقبال کو حاضر تھی۔ انھوں نے کہا: "السلامُ عليك يا اَوَّلُ والسلام عليك يا آخرُ- السلام عليك يا حاشِرُ:" پھر جبرئیل نے براق سے اتارا اور براق کو اسی حریر سے میدانِ مسجدِ اقصیٰ میں جہاں اور انبیا علیہم السلام کے مرکب بندھے تھے، باندھا۔ اور مجھ کو مسجد میں لائے تو انبیا علیہم السلام کی ارواح مقدسہ جو استقبال کے لیے آئی تھیں، شرائط شرفِ ادب بجالائیں اور رسم تحیۃ و سلام ادا کیے۔ میں نے دو گانہ شکر ادا کیا۔ انبیا علیہم السلام و ملائک مقتدی ہوئے۔[1] میں نے اول رکعت میں بعد فاتحہ سورہ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ اور دوسری رکعت میں لِاِيْلَافِ[2] پڑھا۔ جب نماز سے فراغت ہوئی تو خواص

(۱)۔ حضور ﷺ کی اقتدا میں سب نے نماز ادا کی اس طرح ارواحِ انبیا سے روزِ ازل جو یہ عہد لیا گیا تھا "لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ" کہ تم میرے محبوب پر ضرور ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا، کی تکمیل ہوئی۔

(۲)۔ یعنی سورہ فیل اور سورہ قریش۔

انبیا علیہم السلام نے پروردگار کی ثنا کی۔ بعدہ میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے بھی حمدِ الٰہی و شکرِ باری ادا کیا، بعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت کی طرف اشارہ فرمایا اور فرمایا: "بھذا فضلکم محمد" پھر پیغمبروں نے مجھ سے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ نے آج کی رات تم کو وہ فضیلت و عزت دی ہے کہ اصلاً انبیاے سابقین کو یہ شرف نصیب نہیں۔ اب لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے امت کی تخفیف و رعایت طلب کیجیے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے ہاتھ پکڑا اور صخرہ پر لائے وہ ایک پتھر ہے جو آسمان اور بیت المقدس کے درمیان معلق ہے۔ آپ اس پر سوار ہو کر معراج کے راستہ سے آسمان پر گئے اور جبرئیل علیہ السلام ہم راہ تھے۔

حضور نے فرمایا کہ جب بڑھا تو ایک دریا فاضہ نام نظر آیا، اس کی گہرائی دو سال کی مسافت اور ہوا میں معلق۔ اس کا ایک قطرہ اس زمین پر نہیں گرتا اور اس کا رنگ بوجہ گہرائی کے نیلا ہے اور اسی کے عکس سے آسمان نیلا نظر آتا ہے، پھر وہاں سے خزانۂ ہوا پر پہنچا۔ وہاں سے فلک پر، وہ ایک دریا ہے آسمان پر کھنچا ہوا۔ اور اس کا دامن سراپردہ کے مانند زمین میں ہے اور ہر آسمان کا ایسا ہی فلک ہے، ستارے اس میں تیرا کرتے ہیں۔ بقولہ تعالیٰ " كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ " یعنی تیرتے ہیں ستارے فلک میں۔

فرمانِ الٰہی پہنچا تو فلک میری تمکین کے لیے حرکت دوری سے ٹھہرا، اس کے سر پر قدم رکھ کر آگے چلا، بابِ الحفیظ آسمان دنیا پر پہنچا. وہ دروازہ یاقوت کا ایک دانہ تھا، اس پر مروارید کا قفل لگا ہوا تھا۔ جبرئیل علیہ السلام نے پکارا،

دربان نے بہ آواز بلند کہا کہ کون پکارتا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ میں ہوں۔ دربان نے پوچھا، تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا کہ پیغمبر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کہا، کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں۔ دربان نے کہا: کیا خوب آئے اور کیا اچھا آنا آئے، یہ آسمان سبز زمرد کا ہے۔

غرض دروازہ کھلا اور میں اس میں داخل ہوا۔ حضرت آدم صفی اللہ سے ملاقات ہوئی۔ میں نے سلام کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا "مرحباً بِابنِ الصَّالِحِ وَ النَّبِيِّ الصَّالِحِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَكْرَمَكَ وَجَعَلَكَ مِنْ نَسْلِيْ." وہاں سے آسمان دوئم پر پہنچا تو اس کو نہایت نورانی پایا، وہاں حضرت یحیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام دونوں ملے۔ پھر آسمان سوئم پر پہنچا، وہاں بھائی یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور آگے بڑھا تو حضرت داؤد علیہ السلام و حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملا۔ پھر آسمانِ چہارم پر پہنچا تو حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ پھر آسمان پنجم پر پہنچا تو حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ پھر آسمان ششم پر پہنچا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ میں نے سلام کیا، انھوں نے جواب دیا اور بغل گیر ہوئے اور پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا "الحمد لله الذي اَرَانِي وَجْهَكَ" خوش خبری دی اور کہا، آج کی رات امت کو نہ بھولنا اور جو کچھ خدمت امت پر فرض ہو، اس میں تخفیف کروانا۔ جب میں آگے بڑھا تو حضرت نے فرمایا کہ یہ ایک لڑکا ہے، میرے بعد نبی ہوا، یا یوں کہا، ایک جوان

کو میرے بعد نبی کیا اور مجھ کو یہ گمان تھا کہ مجھ کو اولادِ آدم میں فضیلت ہے۔ حالاں کہ یہ جوان افضل ترین اولاد ہے اور ان کی امت میری امت سے افضل ہے۔

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے "اکرمه و فضله" یعنی بزرگی دی تو نے اس کو اور فضیلت بخشی اس کو۔

غرض عجائبات ششم و ہفتم کے معاینہ کے بعد جبرئیل علیہ السلام مجھ کو آگے لے چلے میں نے ستر ہزار پردے سونے کے اور ستر ہزار براق کے اور ستر ہزار پردے یاقوت کے پھر ستر ہزار پردے ظلمت کے طے کیے اور ہر حجاب پانچ سو سال کی راہ کا فرق تھا۔ پھر ستر ہزار پردے نور کے، پھر ستر ہزار پردے پانی کے طے کیے، پھر داخل ہوئے حجابِ سلطانی میں، پھر حجابِ قرب میں، پھر پردۂ عظمت میں، پھر پردۂ کبریا میں محب جلال میں پھر حجابِ عزت میں، پھر حجاب فردانیت میں، پھر سدرۃ المنتہٰی میں یعنی بیر کے درخت کے پاس۔ یہ درخت بہت بلند ہے، اس کے پھل مٹکے کے برابر ہوتے ہیں اور پتے چوڑے اور جڑ اس کی ششم آسمان میں ہے اور وہی درخت اوپر و نیچے کی حد ہے۔ اس پر فرشتے بے شمار ہیں کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا ہے اور اس کے بیچ میں مقامِ جبرئیل ہے۔ اور سدرۃ المنتہٰی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ علوم وہیں تک پہنچتے ہیں آگے نہیں جاتے ہیں۔ وہاں منتہیٰ ہو جاتا ہے۔

حاصل یہ کہ ایک بیر اس کا توڑ کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا، نہایت خوشبودار و مزے دار تھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس درخت کی جڑ میں چار ندیاں دیکھیں، دو ظاہر اور دو پوشیدہ۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ پوشیدہ نہریں سلسبیل اور کوثر ہیں کہ بہشت کو جاتی ہیں، اور دو ظاہر دریائے نیل و فرات یہاں سے بہ کر دنیا میں جاتے ہیں، پھر بیت المعمور کی طرف اٹھایا گیا۔ یہ گھر فرشتوں کا کعبہ ہے کہ ہر وقت فرشتوں سے بھرا رہتا ہے اور کعبہ معظّمہ کے مقابل ہشتم آسمان پر رکھا گیا ہے، اگر کوئی گرے زمین پر تو کعبہ پر گرے۔ وہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ آپ نے ان کو سلام اور مصافحہ کیا۔ اور فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج کی رات کو یاد رکھو، اور جہاں تک ہو سکے تخفیف طلب کرنا۔ آپ نے بہت وصیت فرمائی اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہشت کی زمین پاک اور قابلِ زراعت ہے، اپنی امت سے کہو کہ اس زمین میں درخت بوئیں۔ خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کس طرح بوئیں، فرمایا کہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ" کے کہنے سے۔

روایت ہے کہ بیت المعمور کے پاس فرشتے چار پیالے لائے، دودھ، شہد، شراب اور پانی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کے پیالے کو اختیار فرمایا۔ فرشتوں نے آفرین کہا اور کہا: اگر آپ پانی کو اختیار فرماتے تو آپ کی امت غرقِ آب ہو جاتی اور جو شہد پیتے تو لذتِ دنیا میں گرفتار ہو جاتی۔ اگر شراب پیتے تو

امت آپ کی نشہ خوار ہو جاتی۔ دودھ کے اختیار کرنے میں ہر آفت و بلا سے بچی، لیکن چوں کہ تھوڑا دودھ جناب حضرت محمد ﷺ نے چھوڑ دیا ہے، اس لیے تھوڑا گناہ رہا۔

بعدہ حضرت محمد ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ جو دودھ بچ رہا ہے اب پی لوں۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ تقدیرِ الٰہی نہیں بدلتی۔ حضرت نے افسوس کیا۔

پھر جبرئیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے مقام سے سدرہ پر لائے اور مجھے رخصت کیا۔ میں نے کہا: اس وقت مجھ کو تنہا کیوں چھوڑتے ہو؟ کہا: یا رسول اللہ! مجھے یہاں سے آگے جانے کی قوت نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا کہ تم نے ساتھ رہنے کا وعدہ فرمایا تھا اور کہا تھا "أنا حاملك إلى الله" یہ فرما کر جبرئیل علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور ایک قدم اپنی جانب کھینچا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھ کو میرے مقام پر پہنچا دیجیے اگر ایک انگل کے برابر آگے بڑھوں گا تو جلالِ کبریا سے جل کر خاکستر ہو جاؤں گا۔[1] تب حضرت نے دستِ مبارک سے اشارہ فرمایا کہ ان کو ان کے مقام پر کہ پانچ سو سال کی راہ وہاں سے تھی پہنچا دیا۔

---

(۱)- اس کو علامہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

اگر یک سرِ موے برتر پرم — فروغِ تجلی بسوزد پرم

غزل

کیوں نہ ہو عالمِ ملکوت میں عظمت تیری — واہ رے شان تری، واہ رے شوکت تیری
آج جبریل کو بھی شانِ نبی آئی نظر — قدسیاں دیکھ کے حیرت میں ہیں حشمت تیری
بہرِ دیدار تھا سدرہ پہ فرشتوں کا ہجوم — تھی عیاں عالمِ بالا میں وجاہت تیری
واعظا! اب بھی نہ سمجھا کہ محمد کیا ہیں — کاش اب بھی تو کھلے چشمِ بصیرت تیری
تھا یہ اسرار جو معراج کی دولت بخشی — انبیا کو بھی تھی منظور زیارت تیری
اللہ اللہ رے وہ جلوۂ پر نورِ جمال — بھا گئی خالقِ اکبر کو بھی صورت تیری

کہہ دو شاکر کو مبارک ہو تجھے حبِ نبی
مرحبا اوج پہ ہے اِن دنوں قسمت تیری

حضور ﷺ نے فرمایا: پھر وہاں سے میں تنہا روانہ ہوا اور ستر ہزار حجاب نور و ظلمت کے طے کیے۔ اب براق بھی رہ گیا، پھر نورانی رف رف آیا، اُس نے سلام کیا۔ اس کی تسبیح و تہلیل کا آوازہ ملکوت میں پڑا ہوا تھا۔ میں نے اپنا قدم رف رف کے سر پر رکھا۔ اس نے ایک حرکت میں ساق عرش تک پہنچایا۔ اُس نے زمرد و یاقوت و نور و ظلمت کے ستر ہزار حجاب طے کرائے اور پھر وہ دالانِ عرش میں پہنچا۔ وہاں ستر ہزار پردے دیکھے۔ بعض مروارید کے اور بعض یاقوت کے اور بعض جواہر کے۔ جنھیں رف رف نے طے کرائے، جب ایک پردہ رہ گیا تو رف رف قدم کے نیچے سے غائب ہو گیا اور ایک گھوڑا

سفید موتی کا نظر آیا کہ اُس نے وہ پردہ طے کرایا۔ جب حجاب کبریا آیا تو وہ بھی غائب ہو گیا۔ اب کوئی سواری میرے پاس نہ رہی، میں اس میدان میں حیران تھا، خطاب ہوا:

''أدنُ يا خيرَ الْبَرِيَّةِ أدْنُ يَا أَحمَدُ أدْنُ يَا مُحَمَّدُ.''

یعنی میرے پاس آؤ اے میرے حبیب تیزي کی مانند. ہر بار میں اس خطاب سے مشرف ہوتا تھا اور قدم رکھتا تھا، جس قدر مسافت زمین سے وہاں تک طے ہو چکی تھی، ہر قدم میں طے ہوتی تھی۔ ہزار مرتبہ ''أدْنُ مِنّي'' کا خطاب میں نے سنا آخر وہاں سے ترقی کرکے آں حضرت صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ایسے مقام پر پہنچے کہ تحت، فوق، یمین و شمال سے منزہ تھا۔ پھر وہاں سے رتبۂ ''دَنَا'' پر پہنچا اور وہاں سے درجۂ ''فَتَدَلّٰى'' پر پہنچا، اور وہاں سے خلوت ''فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى'' سے کامیاب ہوا[1] اور محرم اسرار ''فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى'' ہوا۔

الحاصل وہ علم عطا فرمایا کہ جس کو حضور صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے برسرِ منبر ظاہر نہ فرمایا۔ البتہ خاص خاص صحابہ کو اس علم سینہ سے سرفراز فرمایا۔ اسی کا نام علم سینہ ہے، جس

(۱)۔صحیح بخاری شریف میں حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ میرے ساتھ جبرئیل نے سدرۃ المنتہٰی تک عروج فرمایا، اللہ جل جلالہ نے دَنَا فَتَدَلّٰى فرمایا۔ تدلّٰی بالائے عرش تھی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے نسیم الریاض شرح شفا میں فرمایا کہ شب اسرا میں عرش تک پہنچے، یا عالم کے اس کنارے تک کہ آگے لا مکاں اور یہ سب بیداری میں مع جسم مبارک تھا۔[سیدنا قمر الہدیٰ قدس سرہ]

کو شرع شریف نے پوشیدہ رکھا۔

روایت ہے کہ رحمۃ للعالمین ﷺ عرش معلیٰ کے قریب پہنچے تو خوف لاحق ہوا۔ اس وقت ایک قطرۂ شیریں بامزہ دہن مبارک میں گرا کہ علم الاولین والآخرین کشف ہو گیا۔ جب سید المرسلین ﷺ عرش مجید پر پہنچے تو ارشاد ہوا کہ میری ثنا کر۔ سید المرسلین محبوب رب العالمین ﷺ نے ثنا کی "اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ" حق تعالیٰ نے فرمایا: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه" پھر حضرت نے فرمایا: "اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ" جب ملائکہ نے یہ رتبہ ملاحظہ کیا تو یکبارگی سب پکار اٹھے:

"أشهد أن لا إلٰه إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمد عبده ورسوله."

پس اللہ تعالیٰ اور حضرت میں ایسی محبت ہوئی کہ ایک کی رضا دوسرے کی رضا ہوئی۔ ایک کا مقبول دوسرے کا مقبول ہوا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کا علم سکھایا۔ ایک علم ایسا بتایا کہ عہد لیا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوشیدہ رکھنے کا کہ کسی سے نہ کہنا کیوں کہ کوئی اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا ہے سوائے میرے۔ اور ایک دوسرا علم وہ علم تھا کہ مجھ کو اس کے ظاہر کرنے کا اور چھپانے کا مختار گردانا اور ایک علم ایسا تھا کہ اللہ جل جلالہٗ نے میری امت کے ہر خاص و عام کی طرف اس کے پہنچانے کا حکم فرمایا، الغرض اور جو دوسرا کلام ہوا، اس کا بیان اشکال

سے ہے، کیوں کہ جب حبیب حبیب سے ملتا ہے تو سب ہی طرح کی باتیں ہوتی ہیں۔

نعت

رنگ گلشن میں بھی اُس گل کے سوا اور نہ تھا
چشمِ مشتاق میں جز نورِ خدا اور نہ تھا
شکلِ احمد میں ہے آئینۂ جاں کی صیقل
خلوتِ دل میں کوئی جلوہ نما اور نہ تھا
آنکھیں اٹھتی تھیں جدھر تھا وہی جانِ ارماں
حشر میں جلوۂ احمد کے سوا اور نہ تھا
حشر میں جور معاصی کی تھی زنجیر گراں
اس کشاکش میں کوئی جانِ وفا اور نہ تھا
پھونک ہی دیتی مجھے داغِ معاصی کی تپش
آسرا دامنِ رحمت کے سوا اور نہ تھا
ناوکِ ناز تھا اور عاشق، مضطر تیرا
کشتۂ غم دلِ بسمل کے سوا اور نہ تھا
کھل گئی بات جو پردے میں تھی شاؔکر واللہ!
شکلِ احمد میں کوئی جلوہ نما اور نہ تھا

اگر کوئی کہے کہ حضور شفیع یوم النشور ﷺ نے عباد صالحین کو یاد فرما کر گنہ گاروں کو یاد نہ فرمایا تو جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: السلام علینا اور لفظ "نا" ضمیر متکلّم جمع ہے، گنہ گاروں کو اپنی رحمت ذاتی سے رحمۃ للعالمین نے اپنے ظلِ رحمت میں شامل فرمالیا کہ مستحق کرامت گناہ گار ہیں اور عباد صالحین کو علاحدہ کیا کہ ان کی عبادت صالحہ و محنت شاقہ کا ثمرۂ خاص بخشے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ.

بعدہ پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی اور مراجعت کا حکم ہوا۔ چناں چہ سید المرسلین ﷺ جس طرح تشریف لائے تھے اُسی طرح مقامِ جبرئیل علیہ السلام تک پہنچے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے التماس کیا مبارک ہوا ے انبیا کے سردار، آپ بہترین خلائق ہیں۔ آج کی رات اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے مقام پر پہنچایا کہ کسی انسان کو نصیب نہیں ہوا اور نہ کوئی فرشتۂ مقرب وہاں تک گیا۔ یہ بزرگی آپ ہی کو مخصوص ہوئی، اس کا شکریہ ادا کیجیے کہ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الشَّاکِرِینَ۔ حضرت سراپا رحمت ﷺ نے شکریہ ادا کیا۔

حضرت انس، ابن عباس و حذیفہ و دیگر اجلہ اصحاب رضی اللہ عنہم قائل ہیں کہ حضرت نے اپنے رب کو آنکھ سے دیکھا۔ اور ابن عمر و نے ابن عباس کو کہلا بھیجا کہ محمد ﷺ نے معراج میں اپنے رب کو دیکھا یا نہیں؟ کہا ہاں دیکھا۔ (ترمذی)

اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ محمد

رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو بچشم سر دیکھا، میں نے کہا: لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَار کس طرح؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، کہا: افسوس ہے تجھ پر یہ اس وقت فرمایا ہے کہ جب حق نور ذات تجلی فرمائے۔ اور حضرت ابو دردا رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ نے اپنے رب کو دیکھا؟ فرمایا: ایک بار بے شک دیکھا کہ دکھلایا گیا۔ اور فرمایا: اللہ پاک نے خلت ابراہیم علیہ السلام کو دی اور کلام موسیٰ علیہ السلام کو اور رویت محمد رسول اللہ ﷺ کو۔ (کذافی المعالم)

حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میں نے اللہ کو اچھی صورت میں دیکھا اور مجھ سے باتیں کیں اور ہتھیلی میری دونوں شانوں کے درمیان رکھی۔ میں نے رحمت و راحت کا اثر اپنے سینے میں پایا، پھر جو کہ آسمان و زمین میں مغیبات سے تھا مجھ پر کھل گیا۔ (۱)

حضرت فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے حضرت محمد ﷺ سے پوچھا کہ اللہ پاک نے آپ سے کیا کیا کلام فرمایا؟ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں بندگان کے رزق کا ضامن ہوں اور تیری امت اس ضمانت پر اعتماد نہیں کرتی ہے، کل کا کام اُس سے آج میں نہیں لیتا اور وہ برسوں اور مہینوں کا رزق مجھ سے طلب کرتے ہیں، اور تیری امت غیر

(۱)- مشکاۃ المصابیح، باب المساجد، مواضع الصلاۃ، ص:۶۹، ۷۰-

سے عزت طلب کرتی ہے، حالاں کہ عزت دینے والا میں ہوں، اور نعمت بھی میں دیتا ہوں اور شکر دوسرے کا کرتی ہے۔ میں ان کی نافرمانی کی شکایت فرشتوں سے نہیں کرتا اور تیری امت تھوڑی سی رنج و بلا میں لوگوں سے شکایت کرتی ہے اور خلوت میں گناہ کرتی ہے، مجھ سے نہیں شرماتی ہے۔ بندوں سے بخوفِ ملامت ڈرتی ہے۔

اور روایت ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک دن حضرت محمد ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ معراج کی پوشیدہ باتوں سے کوئی بات بھی ارشاد ہو۔ فرمایا کہ اللہ نے کہا: اے محمد ﷺ امتِ سابقہ جو گناہ کرتی تھی تو میں عذاب نازل کرتا تھا اور یہ تیری امت جو گناہ کرتی ہے تو میں پردہ ڈالتا ہوں۔ اور جب میرا بندہ گناہ سے توبہ کرتا ہے تو میں قبول کرتا ہوں۔

اور حدیث شریف میں ہے سدرۃ المنتہیٰ کے عجائبات اس کثرت سے ہیں کہ ان کا بیان دشوار ہے۔

ایک یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے ایک نہر دیکھی کہ جس کے کنارے جھرمٹ تھا، جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حوض کوثر ہے، اس کے سنگ ریزے یاقوت و زمرد کے ہیں۔ پانی اس کا دودھ سے زیادہ سفید، اور سبز برتن ستاروں سے زیادہ روشن نظر آئے۔ ہر مومن کے نام پر جدا جدا رکھے تھے۔ حضور ﷺ نے ایک برتن اٹھایا، نہر کا پانی لے کر پیا، شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبودار۔ برف سے زیادہ سرد پایا۔

''قاضی شہاب الدین'' نے سورۂ کوثر کی تفسیر میں لکھا ہے، حوض کوثر فرشتہ کی کمر پر ہے اور فرشتہ میدانِ قیامت میں قیامت کے دن حاضر ہوگا اور حضرت محمد ﷺ کے ساتھ رہے گا، بعدہ جبرئیل علیہ السلام حضرت محمد ﷺ کو بہشت میں لے گئے تو وہاں کے لوگ اکثر فقیر و درویش نظر آئے، پھر دوزخ ملاحظہ فرمائی تو وہاں متکبر و ظالم دکھائی دیے۔ پھر عزرائیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، اُن سے امت کے لیے سفارش فرمائی کہ قبض روح میں تکلیف نہ دینا۔ حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں کہ عزرائیل علیہ السلام مجھ کو دیکھ کر مسکرائے اور تعظیم کو اٹھے اور کہا ''مرحبًا بِكَ'' اللہ تعالیٰ نے آپ کے برابر کوئی بزرگ و عزیز خلق نہیں کیا اور آپ کی امت بہترین امت ہے اور میں ان پر ان کے والدین سے زیادہ رحم کرتا ہوں۔ لیکن ہر بندہ کی جان قبض کرنے کو چھ لاکھ فرشتے رحمت کے اور اسی قدر عذاب کے مقرر ہیں۔ اگر بندہ نیک ہے تو فرشتگانِ رحمت قبض ارواح کرتے ہیں ورنہ عذاب کے فرشتے اور جو ایک دفعہ قبضِ روح کر کے لے جاتے ہیں وہ پھر قیامت تک نہیں آتے ہیں۔

[آپ نے فرمایا: اے ملک الموت تو بذات خود جاکر روح قبض کرتا ہے یا اور فرشتوں کو بھیجتا ہے۔ کہا کہ میں کبھی نہیں گیا ہوں، اپنے توابع کو بھیجا کرتا ہوں۔ وہ روح قبض کرتے ہیں اور اس کی جان کو حنجرِ حلق تک لاتے ہیں۔ اس وقت میں اپنا ہاتھ بڑھا کر اس روح کو قالب سے باہر لاتا ہوں۔]

پھر وہاں سے چل کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے ، انھوں نے کہا کہ پچاس وقت کی نماز تمھاری امت سے ادا نہ ہوگی۔ لہٰذا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر تشریف لے گئے اور تخفیف کی درخواست کی، تو چالیس وقت کی نمازیں رہیں۔ حضرت کلیم اللہ نے کہا کہ اس قدر آپ کی امت سے ادا نہ ہوگی۔ حضرت کلیم اللہ نے پھر واپس بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کئی بار تشریف لے گئے اور تخفیف ہوتی گئی، یہاں تک کہ پانچ وقت کی رہ گئی۔ شفیع الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بار بار دربارِ نیاز میں عرض کرتے ہوئے شرم معلوم ہوتی ہے۔ پانچ وقت کی نماز پر راضی ہوا۔ جَلَّ جَلَالَہٗ وَ عَمَّ نَوالَہ سے خطاب ہوا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک وقت کی نماز کو دس کے برابر کروں گا تاکہ پچاس ہو جائیں۔

"تفسیر الاذکیا" میں روایت ہے کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: الٰہی! تو نے مجھ کو کلیم کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حبیب کیا، ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ خطاب ہوا حبیب وہ ہے جس کی رضا جوئی میں کروں۔ اور کلیم وہ ہے جو میری رضا جوئی کرے۔ اور کلیم وہ ہے جو مجھ کو دوست رکھے۔ اور حبیب وہ ہے جس کو میں دوست رکھوں۔ اور کلیم وہ ہے جو چالیس روز روزہ رکھے اور رات کو عبادت کرے، تب کوہِ طور پر حاضر ہو کر مجھ سے کلام کرے۔ اور حبیب وہ ہے جو آرام سے اپنے گھر میں فرش پر سوئے اور اس کی طلب میں جبرئیل علیہ السلام کو بھیجوں اور طرفۃ العین میں اپنے پاس بلاؤں اور اسے مراتب عطا کروں کہ کسی مخلوق کا ادراک وہاں تک نہ پہنچے۔

"مواہب صوفیہ" میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی تین صورتیں تھیں، بشری، مَلَکی، حقی۔ اللہ جلّ جلالُہ نے ہر ایک صورت میں کلام کیا ہے۔ صورت بشری میں یہ کلام بشری فرمایا: "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" اور صورت ملکی میں بحروف مفرد جو زبان مَلَکی ہے کلام فرمایا "كٓهٰيٰعٓصٓ، حٰمٓ، عٓسٓقٓ" اور گاہ گاہ بصورت حقی میں مبہم کلام فرمایا: "فَاَوْحٰى[1] اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى" حضور ﷺ نے خود فرمایا ہے "مَنْ رَاٰنِيْ فَقَدَ رَأَ الْحَق"[2] جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا۔ یہ بھی حضور ﷺ نے فرمایا "لِيْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يَسَعَنِيْ فِيْهٌ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ" نحو کا قاعدہ ہے کہ جب نکرہ تحتِ نفی واقع ہوتا ہے تو عموم واستغراق کا فائدہ دیتا ہے لفظ ملکٌ و نبيٌّ تحتِ نکرہ واقع ہوا ہے۔ ترجمہ یہ ہوا کہ میرے لیے ایک ایسا وقت ہے کہ اس وقت نہ کسی ملک کی گزر ہے اور نہ کسی نبی کی۔ مطلب یہ ہوا کہ نبیوں میں ایک نبی میں بھی ہوں لہٰذا میں بھی بشان نبوت نہیں رہتا ہوں۔

وہب ابن اسحاق کے قول چہارم باب سیر میں کہتے ہیں کہ جب

(۱)- آیت "فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ" سے علم سینہ کا پتہ ملتا ہے، کیوں کہ قرآن مجید میں صراحتاً کہیں معلوم نہیں ہوتا ہے۔ اسی علم کا نام علم سینہ ہے جو حضور ﷺ کو شب معراج میں حاصل ہوا، پھر حضور ﷺ نے خاص خاص غلاموں کو بخشا، چناں چہ بخاری باب "حفظ العلم" میں صحابہ فرماتے ہیں کہ حضور نے دو قسم کا علم بخشا۔ ایک علم تم لوگوں کو بتا رہا ہوں، دوسرا علم بتاؤں تو لوگ میری گردن کی شہ رگ کاٹ لیں گے۔ اس قسم کی حدیثیں اور ہیں، اس علم کو صحابہ نے خاص خاص کو دیا پھر رفتہ رفتہ مشائخ عظام کے سینہ میں آیا۔ اللہم زِد فَزِد۔

[سید شاہ قمر الہدیٰ قدس سرہ]

(۲)- صحیح مسلم، کتاب الرویا، ج:۲، ص:۲۴۲۔

حضرت محمد ﷺ نے وقت معاودت صحراے طویٰ میں جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ قریش اس واقعہ سے انکار کریں گے، جبرئیل علیہ السلام نے کہا، کچھ ڈر نہیں ہے۔ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تصدیق کریں گے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے سب حالات دکھائے تھے، کیوں کہ فرمایا حضور ﷺ نے اول جلال کبریائی سے میں متوحش تھا تو ابوبکر کی آواز آئی قِفْ يَا مُحَمَّدُ فَإِنَّ رَبُّكَ يُصَلِّي تب اطمینان ہوا اور مراد صلوٰۃ سے رحمت خدا تھی۔ اور عجائبات آسمانی ہر طبقۂ آسمانی پر حضرت نے وقت مراجعت مشاہدہ فرمایا۔ الحاصل حضور ﷺ ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر واپس تشریف لائے۔ أَدْرِكْنِيْ يَا رَسُوْلَ الثَّقَلَيْنِ بِحُرْمَةِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَ أَعْطِنِيْ تَوْفِيْقَ ذِكْرِكَ وَذِكْرِ أَهْلِ بَيْتِكَ وَ نَوِّرْ قَلْبِيْ بِأَنْوَارِ مَحَبَّتِكَ وَ مَحَبَّةِ أَهْلِ بَيْتِكَ بِرَحْمَتِكَ يَا سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدَ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَ اٰلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَ أَنْصَارِهِ أَجْمَعِيْنَ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.

ثبوت معراج جسدی و روحی ﷺ

افلاک سے اونچا ہے ایوان محمد کا　　جبریل معظم ہے دربان محمد کا

پوشیدہ نہ رہے کہ جمہور سلف و خلفِ اہلِ اسلام اس پر یقین رکھتے ہیں کہ تمام سیر و عروج ابتدا سے انتہا تک روح و جسد بیداری میں ہوئی۔ چناں چہ ابن عباس و جابر و انس و حذیفہ و عمر بن خطاب و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کا

یہی مذہب ہے اور تابعین سے ضحاک و سعید ابن جبیر و قتادہ و سعید ابن مسیب، وحسن و ابراہیم و مجاہد و ابن جریح رضی اللہ عنہم وغیرہ اس کے قائل ہیں۔ اور آیاتِ قرآنی و احادیث صحیحہ سے دلیل لیتے ہیں۔ ازاں جملہ "سُبْحٰنَ الَّذِیۡٓ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ" میں کہتے ہیں کہ "اَسۡرٰی" اس سیر کو کہتے ہیں جو رات کے وقت عین بیداری میں ہو اور خواب میں جو نظر آئے اس کو رویا بولتے ہیں۔ اگر "اَسۡرٰی" بہ روح ہوتی تو "بروح عبده" فرماتا۔ اور جب صرف "عبده" ارشاد کیا تو معلوم ہوا کہ "بالروح والجسد" تھا کیوں کہ عبد تمام جسد کو شامل ہے اور آیت: "مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی" بصر جسمانی صفت کی ہے۔ اللہ پاک بہ جسم مقدس عین بیداری میں لے گیا اور آن واحد میں تمام سیر کرواکر واپس لایا تو کیا عجب ہوا۔ سیاحتِ ارض و تقاعد سما اس کے نزدیک کچھ حقیقت نہیں ہے۔ "هُوَ الْقَدِیۡرُ . فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیۡدُ" اور عقل بھی رہبری کرتی ہے کہ حضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے معراج جسمانی کا دعویٰ کیا تھا اور اسی بنا پر کفارِ عرب کی مخالفت ہوئی تھی۔ اگر حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم معراج روحانی کا دعویٰ فرماتے تو کوئی مخالف مخالفت نہ کرتا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِجَاهِ مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ أَنْ تَغْفِرْلِيْ خَطِيْئَتِيْ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ.

تمت

مصادر و مراجع

کتاب	مصنف	وفات
القرآن االکریم	منزل من اللہ	---
بخاری شریف	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری	۲۶۵ھ
مسلم شریف	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری	۲۶۱ھ
سنن ابوداؤد	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعت سجستانی	۲۷۵ھ
ترمذی شریف	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	۲۷۹ھ
مشکوٰۃ المصابیح	امام ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی	۷۴۲ھ
شعب الایمان	امام ابوبکر محمد بن حسین بن علی بیہقی	۴۵۸ھ
شفا بتعریف حقوق المصطفیٰ	القاضی ابوالفضل عیاض	۵۴۴ھ
احیاء العلوم	امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی	۵۰۵ھ
مؤطا امام محمد	امام احمد بن حسن شیبانی	۱۸۹ھ
مدارک التنزیل	امام عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی	۷۱۰ھ
رسالہ میلاد	علامہ شمس الدین محمد بن محمد بن جوزی	۸۳۳ھ
میزان الشریعۃ الکبریٰ	عبدالوہاب بن احمد بن علی احمد شعرانی	۹۷۳ھ
مواہب اللدنیہ	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی	۹۲۳ھ
نسیم الریاض	علامہ شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر خفاجی	۱۰۶۹ھ

حسن المقصد	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی	۹۱۱ھ
مدارج النبوۃ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۱۰۵۳ھ
تفسیر روح البیان	مولی الروم شیخ اسماعیل حقی بروسی	۱۱۳۷ھ
فتاویٰ عزیزیہ	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	۱۲۳۹ھ
قصیدہ بردہ شریف	امام بوصیری علیہ الرحمہ	۶۹۴ھ
مہمات المعارف	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی	۹۱۱ھ
مجمع بحار الانوار	علامہ محمد طاہر پٹنی گجراتی	۹۸۶ھ
اشعۃ اللمعات	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۱۰۵۲ھ
حدائق بخشش	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ	۱۳۴۰ھ
شرح مواہب اللدنیہ	علامہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف زرقانی ۱۱۲۲ھ	-----
سیرت نبویہ	علامہ سید احمد زینی دَہلان مکی	-----
مولود کبیر	ابوالعباس احمد بن محمد بن علی بن ابن حجر مکی	۲۷۳ھ
حاشیہ صدار	ملا عباد	-----
تیسیر	علامہ عبدالرؤف مناوی	۱۰۳۱ھ
تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا	----------	-----
صفر النساء	--------------	-----
درج درر	--------------	-----
شواہد النبوۃ	--------------	-----
العقد الجواہر فی مولد صاحب الکوثر	علامہ جعفر بن حسن برزنجی	۱۱۷۷ھ
فتح المبین	--------------	-----

مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات	امام علامہ محمد بن مہدی	۱۱۰۹ھ
آثار محمدیہ	---------------	-----
خزانہ وکافی	---------------	-----
تفریح الاذکیا	---------------	-----
سفر السعادۃ	شیخ عبد الحق محدث دہلوی	۱۰۵۲ھ
تفسیر الاذکیا	---------------	-----
مواہب صوفیہ	---------------	-----
تکمیل الایمان	شیخ عبد الحق محدث دہلوی	۱۰۵۲ھ
مقاصد حسنہ	---------------	-----

☆☆☆☆
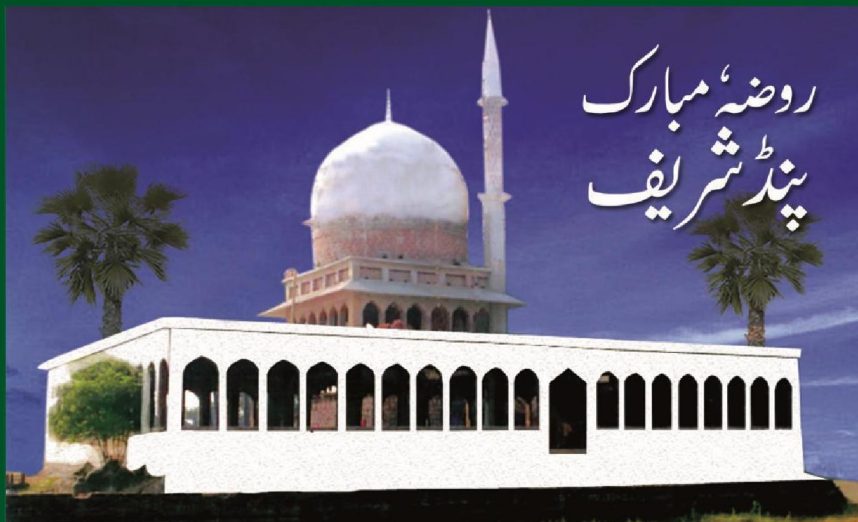
بارگاہ شاکریہ

BARGAH-E-SHAKIRIYA EDUCATIONAL MISSION
Pind Shareef, Chewara, Sheikhpura, (Bihar) Pin-811304
Mob.: 9955713600, 9939946507